مدارس، مساجد اور گھروں میں

اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے کورس

2

حدیث کی دُوسری کتاب

تحقیق و تخریج کے ساتھ جدید ایڈیشن

www.KitaboSunnat.com

تالیف

مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ

تخریج و تزیین

محمد ادریس فاروقی

مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی دوسری کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدارس، مساجد اور گھروں میں
اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے کورس

2

حدیث کی دوسری کتاب

تحقیق و تخریج کے ساتھ جدید ایڈیشن

تالیف
مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ

تخریج و تزیین
محمد ادریس فاروقی

مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق اشاعت برائے مسلم پبلیکیشنز محفوظ ہیں

ناشر: مسلم پبلیکیشنز   مدیر: حکیم محمد ادریس فاروقی

ڈسٹری بیوٹر

دار السلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض ٥ جدہ ٥ شارجہ ٥ لاہور
لندن ٥ هیوسٹن ٥ نیو یارک

DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

پوسٹ بکس:22743 الریاض:11416 سعودی عرب

فون:3962 403-3432 404-1-00966 فیکس:1659 402

E-mail: Darussalam@naseej.com.sa

Website: www.dar-us-salam.com

① طریق مکہ۔ العلیا بالریاض فون:4614483-1-00966 فیکس:4644945

② شارع العین۔ المسلز بالریاض فون:4735220-1-00966 فیکس:4735221

③ جدہ فون و فیکس:6807752-2-00966

④ الخبر فون:8692900-3-00966 فیکس:8691551

شارجہ

شارجہ فون:5632623 فیکس:5632624 (009716)

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

① 36-لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور فون:7232400-7240024-42-0092

فیکس:7354072 **E-mail:** darussalampk@hotmail.com

شوروم② غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون:7120054 فیکس:7320703

شوروم③ اردو بازار گوجرانوالہ فون:741613-431-0092 فیکس:741614

لندن

فون:5202666 208-0044 فیکس:5217645 208

امریکہ

① ہوسٹن فون:7220419 713-001 فیکس:7220431

② نیویارک فون:6255925 718-001

ایڈیشن: (5)   طبع: (2003)   تعداد: (1100)

مطبع: احمد پرنٹنگ پریس 36-لوئر مال لاہور فون 7240024

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

عرض ناشر	7
پیش لفظ	9
دیباچہ	11
﴿۴۱﴾ ماں کا مرتبہ	13
﴿۴۲﴾ برائی میں کسی کا کہنا نہ مانیں	16
﴿۴۳﴾ بڑا مجرم کون؟	19
﴿۴۴﴾ ملعون کون؟	22
﴿۴۵﴾ کذاب کی سزا	25
﴿۴۶﴾ صحیح عقل مند کون؟	28
﴿۴۷﴾ شرم و حیا کی فضیلت	31
﴿۴۸﴾ پاکیزگی کی فضیلت	35
﴿۴۹﴾ ترک دنیا اور اسلام	39
﴿۵۰﴾ نشہ آور اشیاء کا استعمال	41
﴿۵۱﴾ ایمان کا تقاضا	44
﴿۵۲﴾ جنت سے محرومی	48
﴿۵۳﴾ تکبر کی نحوست	51
﴿۵۴﴾ مہمان کی تکریم	55
﴿۵۵﴾ مومن اور چوری؟	58

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۶	رشوت کا گناہ	62
۵۷	محبوب ترین عمل	65
۵۸	صبر و شکر کی اہمیت	68
۵۹	یتیم کی کفالت کا ثواب	72
۶۰	دین میں لڑائی جھگڑا	76
۶۱	اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے	81
۶۲	آدمی کا حشر کس کے ساتھ ہو گا؟	85
۶۳	سنت سے محبت کی برکت	89
۶۴	حب رسول ﷺ کی اہمیت	93
۶۵	اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت	98
۶۶	بدعت کی مذمت	101
۶۷	غیر اسلامی طریقہ اختیار کرنا	105
۶۸	درود شریف کی فضیلت	108
۶۹	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت	114
۷۰	ہر شخص جواب دہ ہے	117
۷۱	سچے اور امانت دار تاجر کی فضیلت	120
۷۲	حلال کی کمائی کی اہمیت	123

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

بچوں کے لیے کتب احادیث کا وہ بابرکت سلسلہ ہے جو حضرۃ العلام مولانا سوہدروی رحمہ اللہ نے طلبہ میں حدیث کا شوق پیدا کرنے کے لیے شروع کیا تھا۔ جس وقت آپ نے یہ مبارک سلسلہ شروع فرمایا تھا اس وقت بچوں کے لیے حدیث کے موضوع پر بہت کم کتب موجود تھیں۔ بہر حال آپ نے نونہالان چمن کی اصلاح وتربیت کے لیے جو کتب لکھیں اور ان کی جو تشریح فرمائی وہ اپنی سلاست اور افادیت کے بنا پر بہت پسند کی گئیں۔ اپنے وقت کے تقریباً ۵۰۰ علمائے کرام نے ان کتب کی بابت اپنے اچھے ریمارکس دیے۔ نمونتاً چند علماء کے ریمارکس شروع کتاب میں دیے گئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر کتاب کی حیثیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث کی چار کتب ہیں۔ ہر کتاب میں متعدد احادیث ہیں۔ پہلی کتاب میں ۴۰ احادیث ہیں۔ دوسری میں ۳۲' تیسری میں ۳۲ اور چوتھی کتاب میں ۳۳ احادیث ہیں۔ اس طرح بچوں کے لیے کتب احادیث کا یہ نورانی سلسلہ کل ۱۳۷ احادیث پر مشتمل ہے۔

پہلی کتب میں فہرست اور عنوانات نہیں تھے' موجودہ کتب میں فہرست اور عنوانات دے دیے گئے ہیں۔ اس طرح ان کتب سے استفادہ کرنا مزید سہل اور مفید ہو گیا ہے۔

علاوہ ازیں اس کتاب میں تصحیح وتزئین اور تخریج کا کام ہوا ہے جس سے اس کی اہمیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ کوئی حدیث حوالہ کے بغیر نہ ہو۔ کتاب کی کمپوزنگ' پرنٹنگ اور بائنڈنگ کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے۔

حدیث کی کتب اگر چہ بچوں کے لیے لکھی گئیں مگر ان سے بڑے بھی استفادہ کر سکتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ بے شک یہ کتب عوام وخواص، مبتدی ومنتہی غرض سب افراد کے لیے ایک جیسی مفید ہیں۔ ان کتب کا یہی پہلو ان کو دیگر کتب سے ممتاز کرتا ہے۔

حدیث کا یہ عظیم ذخیرہ سلسلہ عالم اسلام کے اشاعتی ادارے دارالسلام کے توسط سے شائع اور ڈسٹری بیوٹ کیا گیا ہے۔ تاکہ حدیث کی زیادہ سے زیادہ نشر واشاعت ہو۔

حافظ محمد نعمان فاروقی

مدیر مسلم پبلی کیشنز سوہدرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

یوں تو اس وقت حدیث پر بہت کام ہوا ہے اور یہ بابرکت سلسلہ دور نبوی سے شروع ہے اور قیامت تک رہے گا۔ ارباب علم و فضل نے اس پر بہت دماغ سوزی کی اور خامہ فرسائی فرمائی۔ احادیث کو سینوں میں جمع کیا۔ کاغذ کے سفینوں میں منتقل کیا۔ ان کی تبویب کی۔ تحقیق و تفحص سے کام لیا۔ اصول حدیث وضع کئے۔ اسماء الرجال کو منضبط فرمایا۔ احادیث کی مختلف حیثیتوں سے درجہ بندی کی۔ شروحات رقم کیں۔ گتھیوں کو سلجھایا۔ پیچیدگیوں کو حل کیا۔ غرض انہوں نے خدمت و اشاعت حدیث کے سلسلے میں وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کا باید و شاید۔

بعض اہل علم نے بڑی کتب لکھیں' بعض نے چھوٹی۔ اسی طرح بعض نے خواص کے لیے ذخیرہ حدیث یکجا کیا اور بعض نے عوام کے لیے یہ خدمت سرانجام دی۔ عوام اور بچوں کے لیے حضرۃ العلام مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نے آج سے کوئی پچاس سال پہلے حدیث کی کتب کا سلسلہ شروع فرمایا تھا جو تقریباً چوتھی کتاب تک پہنچ سکا۔ اگر آپ کو فرصت حیات اور ملتی تو شاید یہ سلسلہ اور آگے جاتا۔ مگر آپ نے جتنا بھی لکھا وہ بھی غنیمت ہے۔ آپ کا انداز تحریر سلیس' آسان اور عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے جو آپ کا تحریر کردہ سلسلۂ احادیث پسند کیا گیا۔ چنانچہ بعض مدارس میں اسے سلیبس میں شامل کر دیا گیا اور بچے ان احادیث اور ان کی تشریحات کو زبانی یاد کر کے تقریر و بیان کی صورت میں حاضرین کو سناتے تھے۔ اس طرح یہ سلسلہ بہت کامیاب رہا۔ ہمارے خیال میں اگر مدارس کے مبتدی طلبہ و طالبات میں یہ سلسلہ شروع کیا جائے تو بفضلہ مفید رہے گا۔ بلکہ یہ ۱۳۷ تیار تقاریر ہیں جن سے مبتدی (چھوٹے) طلبہ و طالبات کے علاوہ اہل علم بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے خطبات و تقاریر میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

کارکنان "مسلمان کمپنی" سوہدرہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے یہ عظیم و وقیع کتاب شائع کر کے حدیث نبوی کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لیا ہے۔

محمد ادریس فاروقی

ڈائریکٹر مسلم پبلی کیشنز سوہدرہ

یکم اکتوبر ۲۰۰۳ گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمدللہ ثم الحمدللہ ! کہ حدیث کی کتابوں کا یہ سلسلہ ملک میں قبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے اور عوام کے ذہن "کَلَامُ الْمُلُوكِ مَلِكُ الْكَلَامِ" کے تحت آنحضرت ﷺ کے کلام پاک اور ارشادات طیبہ سے مانوس ہوتے جا رہے ہیں' حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی مسلمان اس وقت تک پکا اور سچا مسلمان نہیں بن سکتا' جب تک وہ آنحضرت ﷺ سے قلبی تعلق پیدا نہ کرے' اور یہ تعلق اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک حضور ﷺ کی سنت' حضور کی حدیث' اور حضور کے اقوال سے انس اور محبت پیدا نہ ہو' پس حضور ﷺ سے محبت پیدا کرنے کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ احادیث اور سنن سے محبت پیدا کی جائے کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِی فَقَدْ اَحَبَّنِی" امشکوٰۃ' الایمان' باب الاعتصام بالکتاب والسنہ ح ۱۷۵ "جس نے میری سنت سے محبت کی' گویا اس نے مجھ ہی سے محبت کی"۔

حدیث سے محبت گویا نبی ﷺ سے محبت کا ایک ذریعہ ہے کیونکہ یہ آپ ﷺ ہی کے مبارک اقوال و افعال کا مجموعہ ہے۔ پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خود بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث پڑھے اور اپنی اولاد کو بھی حدیث کی کتابوں کا یہ سلسلہ ضرور پڑھائے تاکہ انہیں دین کی سمجھ آجائے۔

سوہدرہ۔ یکم جون ۱۹۵۷ء
حررہ' عبدالمجید خادم عفی عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۴۱﴾

ماں کا مرتبہ

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ[1]

ترجمہ: "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے"۔

تشریح: پہلی حدیث میں اگرچہ ماں باپ کی مجموعی خدمت کا حکم دیا گیا ہے مگر اس حدیث میں ماں کا حق خصوصیت سے بیان کیا گیا ہے۔ صحیحین میں ہے کہ:

ایک شخص نے حضور ﷺ سے آکر سوال کیا کہ یارسول اللہ حقوق العباد میں سب سے زیادہ حق کس کا مجھ پر عائد ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ماں کا' اس نے پوچھا پھر' آپ نے فرمایا ماں کا' اس نے پھر سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا ماں کا۔ اس نے عرض کیا پھر کس کا حق ہے؟ آپ نے فرمایا باپ کا۔ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ پھر جو اس سے نزدیک تر ہو"۔ (بخاری' الادب' باب من احق الناس' بحسن الصحبة ح ۵۹۷۱۔ مسلم البر والصلة' باب برالوالدین ح ۲۵۴۸۔ ثم ادناک ادناک کے الفاظ صرف مسلم میں ہیں۔)

گویا اس حدیث میں حضور ﷺ نے باپ سے ماں کا حق تین گناہ زیادہ فرمایا۔

---

(۱) (ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث صرف دیلمی میں بحوالہ مسلم موجود ہے۔ لیکن صحاح ستہ میں اس مفہوم کی حدیث صرف نسائی' الجهاد' باب الرخصة فی التخلف لمن له والدة ح ۳۱۰۶ میں موجود ہے۔ دیکھئے مشکوٰة' الاداب' باب البر والصلة ح ۴۹۳۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ماں کی خدمت باپ سے تین حصے زیادہ کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ وہ بے بس ہوتی ہے' کمزور ہوتی ہے' صنف لطیف قرار دی گئی ہے اور اس لئے بھی کہ اس نے تیرے پالنے پوسنے میں زیادہ محنت اٹھائی ہے اور زیادہ تکلیف برداشت کی ہے۔ پس اب تمہارا فرض ہے کہ تم بھی اس کی زیادہ خدمت کرو اور اس کی دلداری کا زیادہ خیال رکھو۔

دیلمی میں ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے اسی طرح حقوق کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "سب سے مقدم ماں ہے پھر باپ پھر بھائی پھر بہن"۔ یعنی ان سب کے ساتھ حسن سلوک تیرے لئے باعث فلاح ہے۔ (ابو داؤد' الادب' باب فی بر والوالدین ح ۵۱۴۰)

جامع ترمذی میں ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ ہوا۔ کیا اب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا جاؤ ماں کی خدمت کرو' توبہ قبول ہوگی۔ عرض کیا حضور ﷺ وہ وفات پا چکی ہے۔ آپ نے پوچھا' تیری خالہ زندہ ہے؟ کہا ہاں۔ ارشاد ہوا' جاؤ اس سے نیکی کرو۔ (ترمذی' البر والصلۃ' باب فی بر الخالۃ۔ مطبوعہ ترمذی میں یہ حدیث موجود نہیں ہے میں نے تحفۃ الاحوذی ۴/۱۱۷۔ ۱۱۸ سے یہ حدیث درج کی ہے۔)

اس حدیث سے دو سبق ملے۔ اول یہ کہ ماں کی خدمت ماں کی رضا جوئی قبولیت توبہ کا ذریعہ اور وسیلہ بن جاتی ہے۔ دوم یہ کہ ماں کے بعد اس کی بہن یعنی اپنی خالہ کا ادب واحترام اسی طرح ہے جس طرح ماں کا ہے' اس لئے خالہ کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

"سعد بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ماں انتقال کر گئی تو میں حضور ﷺ کے پاس پہنچا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اب میں کونسا کام کروں اور کیا صدقہ دوں کہ میری ماں کو اس کا ثواب ہو؟ اور وہ مجھ پر خوش ہو جائے۔ آپ ﷺ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ اگر کسی جگہ پانی کی تکلیف ہو تو کنواں کھدوا دے' جب تک لوگ وہاں سے پانی پیتے رہیں گے ماں کو اجر ملتا رہے گا اور تیرے لئے اللہ کی خوشنودی کا باعث ہو گا" (چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے ایک محلہ میں کنواں بنوا دیا' جو اب تک جاری ہے۔)

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مرنے والے کے لئے صدقہ جاریہ سب سے زیادہ مفید ہوتا ہے جیسے کنواں کھدوانا' نلکا لگوانا' مسجد تعمیر کروانا' مدرسہ بنوانا' یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی کرنا' بیکاروں کو روزگار پر لگوانا وغیرہ وغیرہ۔

مگر افسوس ہے کہ ہم کسی عزیز کے مرنے پر کھانے پینے اور ختم درود جیسے عارضی صدقات کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور ملکی رواج کے ماتحت تیجے' ساتویں' دسویں اور چالیسویں پر ہی سارا روپیہ خرچ کر دیتے ہیں جو شرعاً ناروا ہے۔

المختصر ماں کی خدمت اور اس کے ادب و احترام کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اس کی اطاعت اور خدمت ہی میں تمہیں جنت مل سکتی ہے۔ چنانچہ مسند احمد میں ہے آپ ﷺ نے ایک صحابی کو خصوصیت کے ساتھ فرمایا تھا کہ:

اَلْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا (مسند احمد ۴۲۹/۳۔ نسائی' الجهاد' باب الرخصة فی التخلف لمن له والدة ح ۳۱۰۶ اسی حدیث کا کسی نے کیا خوب ترجمہ کیا ہے

خدمت اپنی ماں کی تم اپنے پہ لازم جان لو
سمجھو زیر پائے مادر جنت الفردوس کو

مگر افسوس ہے کہ جس قدر حضور ﷺ نے اس کی تاکید فرمائی ہے اسی قدر ہم اس سے بے اعتنائی کر رہے ہیں۔ خصوصاً آج کل اولاد باپ سے تو پھر بھی کچھ ڈرتی ہے اس کا ادب و احترام کرتی ہے۔ مگر ماں کا ڈر' ماں کا ادب و احترام قطعاً دل سے نکل چکا ہے۔ بیوی کا حکم مانا جا سکتا ہے' دوست احباب کا کہا قبول کیا جا سکتا ہے مگر ماں کا حکم اور ارشاد قطعاً نہیں سنا جا سکتا ہے۔ بلکہ اسے الٹی گالیاں دی جاتی ہیں' اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توہین وتذلیل کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ذلت وخواری کا سامنا ہے اور خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق بنا جا رہا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کو خوش رکھو' ان سے نیک دعا لو کہ ان کی دعا تمہارے حق میں جلد قبول ہو گی۔

دیلمی کی روایت ہے کہ ماں باپ کی دعا اولاد کے لئے وہی تاثیر رکھتی ہے جو نبی کی دعا اپنی امت کے حق میں اثر رکھتی ہے۔ (دیلمی فی مسندہ ۳۳۱/۲ ح ۳۸۵۹' موضوعات لابن جوزی ۸۷/۲) مطلب یہ کہ ماں باپ کی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مستجاب ہوتی ہے۔

خدا کرے کہ ہمیں اپنے ماں باپ سے نیک دعا لینے کی توفیق نصیب ہو۔

**

۴۲

برائی میں کسی کا کہنا نہ مانیں

لَاطَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ[1]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہ کرو کیونکہ اطاعت تو نیکی ہی میں ہوتی ہے"۔

---

(۱) (بخاری' اخبار احاد' باب ماجاء فی اجازۃ خبر الواحد الخ ح ۷۲۵۷۔ مسلم' الامارۃ' باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ ح ۱۸۴۰ واللفظ لہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح اسلام نے ہمیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اس کے بعد ماں باپ کی اطاعت کا حکم ہے' پھر حاکم کی اطاعت' استاد کی اطاعت' پیر و مرشد کی اطاعت اور دیگر بزرگوں اور بڑے لوگوں کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت تو ایک ہی ہے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا وہ رسول اللہ ﷺ کی وساطت سے ہی اللہ تعالیٰ کا مطیع بنے گا اور جو رسول ﷺ کا مطیع ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی مطیع اور فرمانبردار بن جائے گا۔ یہ صراحت اس لئے کر دی ہے۔ بعض لوگ قرآن کریم کو تو مانتے ہیں مگر احادیث نبویہ کا انکار کرتے ہیں' پس جو لوگ صحیح احادیث کو نہیں مانتے وہ درحقیقت قرآن کو نہیں مانتے کیونکہ حدیث کا انکار کر کے وہ قرآن کی شرح اور تفسیر اپنی رائے سے کرتے ہیں جس سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے بار بار فرمایا ہے جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی' پس اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے لازمی ہے پہلے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی جائے اور ان کے جملہ احکام و قوانین کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے' کیونکہ ان کا کوئی ارشاد اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہیں ہوتا۔

اب ماں باپ کی اطاعت کا جو حکم دیا ہے تو ساتھ ہی ارشاد فرمایا ہے کہ ان سب کی اطاعت اسی وقت تک روا اور جائز ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو اور اگر وہ کوئی ایسا حکم دیں جو شرعاً جائز نہ ہو تو قطعاً اس کی اطاعت نہ کرو' مثلاً آپ کا باپ' بھائی' استاد آپ کو کہیں سے کوئی چیز چرا لانے کا حکم دیتا ہے' تو ایسی صورت میں آپ اس کی اطاعت نہ کریں کیونکہ اس میں گناہ ہے۔

آپ کے کسی عزیز کو کسی مقدمہ میں آپ کی شہادت درکار ہے اور اس گواہی میں آپ کو کچھ جھوٹ بولنا پڑتا ہے جس سے اس کا کام بن جاتا ہے مگر آپ کا ایمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے' پس اس موقعہ پر آپ کو روک دیا گیا ہے کہ کسی کی اطاعت نہ کریں خواہ وہ کتنا بڑا ہو۔ آپ کا استاد آپ کو نماز سے روکتا ہے' حاکم وقت حج سے منع کرتا ہے' پیرومرشد خانقاہ پر سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے' باپ کسی برائی یا گناہ کی تلقین کرتا ہے تو آپ یہ سمجھ کر ان کی اطاعت نہ کریں کہ وہ آپ کے بزرگ ہیں اور ان کی اطاعت کا حکم اللہ کی طرف سے آپ کو مل چکا ہے' ایسی صورت میں ان کی اطاعت قطعاً قطعاً جائز نہ ہو گی۔

عورت کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت کرے' کیونکہ اس کی اطاعت ہی میں نجات ہے۔ مگر اب خاوند اسے بے پردگی کا حکم دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ کھلے بندوں فیشن ایبل لباس پہن کر ٹھنڈی سڑک پر سیر کے لئے چلے یا کسی جلسہ اور پارٹی میں شرکت کر کے تہذیب جدید کا ثبوت دے' تو ایسی حالت میں وہ اس کی اطاعت نہ کرے' کیونکہ اس میں معصیت' گناہ اور شریعت کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔ خاوند قرآن پڑھنے سے روکتا ہے' نماز سے منع کرتا ہے تو اس کی اطاعت نہ کی جائے کیونکہ یہ معصیت ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان مرد عورت کو پہلے معاصی کا علم بھی حاصل کر لینا چاہئے' تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ کن کن امور میں کسی کی بھی اطاعت جائز نہیں' وہ امور کچھ زیادہ نہیں ہیں' بآسانی سیکھے جا سکتے ہیں۔ پس اصول یہ ہے کہ جس کام میں اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی ہو اس میں کسی کی اطاعت نہ کرو' خواہ کون ہی ہو۔ ایک حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (مشکوٰۃ' کتاب الامارۃ والقضاء حدیث ۳۶۹۶ بحوالہ شرح السنۃ للبغوی ۱۰/۴۴) "خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت قطعاً ناجائز ہے"

؎ رکھو یاد تم ارشاد حضرت
معاصی میں نہیں جائز اطاعت

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۴۳﴾

بڑا مجرم کون؟

اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِئِ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ[1]

ترجمہ: "جب دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دیں تو زیادہ مجرم وہ ہے جس نے پہل کی جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے"۔

تشریح: یہ سب جانتے ہیں کہ گالی دینا' فحش بکنا بہت برا ہے۔ مگر پھر بھی گالی کا رواج اتنا عام ہو گیا ہے کہ توبہ بھلی۔ گالی دینے سے نہ چھوٹا چوکتا ہے نہ بڑا' نہ مرد کچھ احساس کرتا ہے نہ عورت' پنجاب میں خصوصیت کے ساتھ ہر چھوٹا بڑا' اعلیٰ' ادنیٰ' عاقل جاہل' گالیوں کو شیر مادر کی طرح استعمال کرتا ہے۔ کسان کو دیکھو تو گائے' بھینس اور بیلوں کو گالیاں دے رہا ہے' چرواہا جو جنگل میں ریوڑ چراتا ہے وہ بکری' بھیڑ پر ہی زبان صاف کر رہا ہے' یکے ٹانگے والا گھوڑے ہی کو گالیاں دیئے جا رہا ہے۔ باپ بیٹے کو گالیاں دیتا ہے' بہن بھائی کو گالیاں دیتی ہے' استاد جو شاگرد کو تادیب کرتا ہے تو ابتدا گالی سے کرتا ہے۔ بلکہ ہم نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ ماں جب بچے کو بولنا سکھاتی ہے تو بسم اللہ گالی ہی سے کرتی ہے۔ یعنی مکالمہ ہی میں اسے گالی کی گھٹی پلائی جاتی ہے۔

---

(۱) (مسلم' البر والصلة' باب النهي عن السباب ح ۲۵۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے گالیوں کا سدباب کرنے بلکہ اس رواج کو ملیامیٹ کرنے کے لئے ایک بار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے پوچھا "کہ بتاؤ وہ کون ہے جو اپنی ماں کو آپ گالی دیتا ہے؟ سب نے کہا حضور ایسا احمق کون ہو گا جو اپنی ماں کو آپ ہی کوسے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کئی آدمی ایسے ہیں جو اپنی ماں کو آپ گالیاں دیتے ہیں' پوچھا حضور ﷺ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب دو آدمی لڑتے ہیں تو یقیناً ایک آدمی دوسرے کو ماں کی گالی دے گا' جس کے جواب میں وہ بھی اسے ویسے ہی گالی دے گا' پس پہلے نے دوسرے کی ماں کو نہیں بلکہ درحقیقت اپنی ماں کو گالی دی' کیونکہ وہ اپنی ماں کو گالی دلوانے کا محرک ہوا۔ تو اصل مجرم وہ ہے جو پہلے گالی دیتا ہے"۔ (بخاری' الادب' باب لا یسب الرجل والدیہ ح ۵۹۷۳۔ مسلم الایمان' باب بیان الکبائر واکبرھا ح ۹۰)

پس اگر ہر شخص اس بات کو ملحوظ رکھے اور وہ کبھی کسی کو گالی نہ دے' تو یقیناً دوسرا بھی اسے کبھی گالیاں نہ دے گا کیونکہ ع

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

اور اس طرح گالیوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا' ورنہ اگر ایک نے گالیاں شروع کر دیں تو ظاہر ہے کہ دوسرا زیادہ عرصہ برداشت نہیں کر سکے گا' بقول شاعر

؎ گالیاں آپ سناتے ہیں سنائیں لیکن
ہم بھی انساں ہیں آخر کو زباں رکھتے ہیں

ایک بار نبی ﷺ بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص آیا اور اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا مگر آپ خاموش تھے اور صبر وضبط سے کام لے رہے تھے مگر دوسرا انہیں برا بھلا کہے جا رہا تھا۔ بالآخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی نہ رہ سکے اور آپ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تو آپ نے بھی اسے جواباً سخت سست کہہ دیا۔ حضور ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ جب تک آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاموش تھے ایک فرشتہ آپ کی طرف سے جواب دے رہا تھا مگر جب آپ نے خود اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آپ کے ساتھ ہو گیا۔ (ابو داؤد' الادب' باب فی الانتصار' ح ۴۸۹۶۔ ۴۸۹۷)

پس لڑائی کے وقت کوشش کرو کہ تم فریق ثانی کو کوئی جواب نہ دینے پاؤ اور صبر وضبط سے کام لیتے ہوئے اس کے طعن و تشنیع کو برداشت کر لو۔ کیونکہ اس میں دو فائدے ہیں ایک یہ کہ تمہاری طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہو جاتا ہے جو اس سے انتقام لیتا ہے اور فرشتے کا انتقام کوئی تمہاری طرح لفظی (گالیوں کا) انتقام نہیں ہوتا بلکہ وہ تو معنوی انتقام ہوتا ہے' جس کی حقیقت بعد میں معلوم ہو گی۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب تم جواب نہ دو گے اور یہ سمجھ لو گے کہ وہ مجھے گالیاں نہیں دے رہا بلکہ اپنے لئے برا بیج بو رہا ہے جس کی سزا اسے خود قیامت کو برداشت کرنی ہو گی' تو تمہاری خاموشی کو دیکھ کر وہ خاموش ہو جائے گا اور لڑائی بڑھنے نہ پائے گی بلکہ وہیں ختم ہو جائے گی۔

الغرض بدزبانی' فحش کلامی بہت ہی بری بات ہے جس سے بچنا چاہئے۔ جامع ترمذی میں ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"کہ مومن تین باتوں سے بہت بچتا ہے (۱) کسی کو گالیاں دینے یعنی' فحش بکنے اور بدزبانی کرنے سے۔ (۲) کسی پر لعنت کرنے سے (۳) کسی پر طعنہ زنی کرنے سے"۔ (ترمذی' البر والصلة' باب ماجاء فی اللعنة ح ۱۹۷۷)

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "کہ گالیاں دینا اور فحش بکنا منافق کا کام ہے' مومن کسی کو گالی دینے سے بہت پرہیز کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں نے بدزبانی شروع کی تو اسلام سے دور ہو جاؤں گا اور منافقت کے گڑھے میں گر پڑوں گا ع

زباں بگڑی ہوئی واللہ مشکل سے سنورتی ہے

پس ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ کسی کو گالیاں نہ دے اور دوسروں کو گالیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے سے روکے، بچوں کی اصلاح کرے۔ گالی دینے پر انہیں سزا دے خصوصاً ماں کی گالی سے ایسا ڈرائے کہ کبھی کوئی بھولے سے بھی کسی کو ماں کی گالی دینے نہ پائے، یہ اس لئے کہ ماں کا احترام سب سے زیادہ ہے۔ خصوصاً گالی دینے میں کبھی کوئی ابتدا نہ کرے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ؔ اگر دو میں ہوں گالیاں رونما
قصور اس کا ہے جو کرے ابتداء

* *

﴿۴۴﴾

ملعون کون؟

مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ مَنْ كَذَبَ[1]

ترجمہ ''جو شخص جھوٹ بولے وہ ملعون ہو جاتا ہے''۔

تشریح جھوٹ کی مذمت میں اگرچہ کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں مگر یہ حدیث سب سے زیادہ سخت ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ:

''جھوٹوں پر میری لعنت ہے۔ (سورۃ آل عمران:۶۱)

مگر ایک موقعہ پر خود حضور ﷺ نے بھی تین بار لعنت فرمائی ہے''۔

(۱) دیلمی فی مسند فردوس ۴/۳۱۴ ح ۶۷۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اک بار بھی جھوٹ کہہ دے کوئی
وہ ہے لعنتی! لعنتی! لعنتی!

پس غور فرمایئے جس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو' اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہو' وہ پھر کیونکر پنپ سکے گا۔اور سرسبز وشاداب ہو سکے گا۔ مسند احمد میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص جھوٹ بولتا ہے اور اس پر نازاں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی روزی کم کر دیتا ہے"۔ (الترغیب و الترھیب للمنذری ۵۹۶/۳' دیلمی ۱۰/۲-۱۱)

ترمذی شریف میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی جھوٹا جب جھوٹ بولتا ہے تو (اس کی روحانیت مرجاتی ہے اور) اس سے ایک خاص قسم کی بدبو آنے لگتی ہے جس سے فرشتے ایک میل دور ہو جاتے ہیں (فرشتوں کا دور ہو جانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دور ہو جانا ہے)۔ (ترمذی' البر والصلۃ' باب ماجاء فی الصدق والکذب ح ۱۹۷۲)

طبرانی میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جھوٹے پر اللہ کے عذابوں میں سے ایک عذاب یہ ہوتا ہے کہ اس کا حافظہ کمزور ہو جاتا ہے اور وہ مرض نسیان میں مبتلا ہو جاتا ہے' یعنی ادھر بات کرتا ہے اور ادھر بھول جاتا ہے۔ جس طرح زانی زنا کے وقت اپنا ایمان کھو بیٹھتا ہے اسی طرح جھوٹ بولنے والا جب جھوٹ بولتا ہے تو ایمان سے خالی ہو جاتا ہے۔

بچے جھوٹ سے مومن ذی شعور
کہ جھوٹا ہے ایمان سے اپنے دور

بیہقی میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جھوٹا آدمی روسیاہ ہوتا ہے یعنی جھوٹ کھل جانے پر دنیا میں بھی رسوا ہوتا ہے اور قیامت کے دن تو خصوصیت سے اس کا منہ کالا ہو گا تاکہ ساری دنیا کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص جھوٹ بولا کرتا تھا۔ (الترغیب والترھیب ۵۹۶/۳ بحوالہ بیھقی فی شعب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الایمان ۲۰۸/۴ ح ۴۸۱۳)

حضور اکرم ﷺ نے ہنسی اور مذاق کے طور پر بھی جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے ایک شخص جھوٹ بول کر لوگوں کو خوش کرتا اور ہنسایا کرتا تھا' جس طرح آج کل بھی بعض شاعر' واعظ' افسانہ نویس فرضی قصے' وضعی روائتیں اور جھوٹی حکایتیں بیان کر کے عوام کو خوش کرتے ہیں اور اپنا الو سیدھا کر لیتے ہیں حضور ﷺ نے اسے روکا' سختی سے منع کیا اور فرمایا کہ تجھ پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار ہو گی۔ (ابو داؤد' الادب' باب فی التشدید فی الکذب ح ۴۹۹۰' ترمذی' الزھد: باب فی من تکلم بکلمة یضحک بھا الناس ح ۲۳۱۵)

آپ ﷺ نے جھوٹی قسم سے بھی روکا ہے کیونکہ اس کا گناہ تو ڈبل ہو جاتا ہے۔ فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کوئی مال حاصل کرتا ہے وہ فنا ہو جائے گا اور مال اس کے لئے آگ بن جائے گا ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جھوٹی قسم کھانے والے کا اثر اس کی اولاد پر پڑتا ہے یعنی اسے اولاد کی طرف سے صدمہ پہنچے گا۔ (الترغیب والترھیب ۶۲۲/۲ و مسند احمد ۱۶۰/۱)

اب غور کیجئے کہ جھوٹی قسم کھانے سے کیا فائدہ ہوا؟ دنیا میں مال کی تباہی اور اولاد کی بربادی اور قیامت کے دن عذاب الٰہی اور دنیا بھر کی روسیاہی۔ اسے کہتے ہیں خَسِرَ الدُّنْیَا وَالاٰخِرَة یعنی دونوں جہانوں کی تباہی۔

ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین گناہ بہت بڑے ہیں ان سے بچتے رہو (۱) جھوٹ (۲) خیانت (۳) غیبت۔

جھوٹ چونکہ مکر و فریب اور دھوکہ دینے کے لئے بولا جاتا ہے' اس لئے یقیناً دوسروں کو اس سے نقصان پہنچتا ہے۔ پس جس نوعیت کا کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی نوعیت کا عذاب بھی ہو گا۔ جھوٹ کئی قسم کا ہوتا ہے' مگر حضور ﷺ نے تو ہمیں ادنیٰ سے ادنیٰ جھوٹ بولنے سے بھی منع فرمایا ہے خواہ اس میں ہمارا اپنا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔

ایک بار حضور ﷺ کھانا تناول فرما رہے تھے' ایک صاحب آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا آؤ شریک ہو جاؤ انہوں نے عرض کیا جیسا کہ عام رواج ہے' حضور کھائیے مجھے بھوک نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا "لَاتَجْمَعَنَّ جُوعًا وَكَذِبًا" بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو' (آؤ کھا لو)۔ (ابن ماجه' الاطعمة باب عرض الطعام ح ۳۲۹۸۔)

(اس روایت میں "صاحب" کی بجائے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔)

یعنی ایسے موقعہ پر بھی حضور ﷺ نے جھوٹ سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

المختصر انسانی اوصاف اور خصائل میں سے جھوٹ بہت بری خصلت ہے' جہاں تک ہو سکے اس سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچانے کی کوشش کرتے رہو اور اس سے فوراً توبہ کرو کہ سچی توبہ ہی سے اس کا گناہ اور وبال دور ہو سکتا ہے۔

* *

۴۵

کذاب کی سزا

اِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِىْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّارِ[1]

ترجمہ "یعنی جھوٹ آدمی کو فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور اسے آگ میں لے جائے گا"۔

تشریح جھوٹ تمام مذاہب' تمام جماعتوں اور جملہ سوسائیٹیز میں نہایت مذموم اور برا سمجھا جاتا ہے۔ مگر اسلام نے تو اسے ایک مستقل جرم قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جھوٹ کی سزا آگ ہے یعنی وہ قیامت کے دن جہنم میں جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مورد قرار پائے گا۔

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ

(سورۃ آل عمران: ۶۱)

"جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت"۔

مطلب یہ ہے کہ جھوٹ بولنے والا جہنم میں جھونکا جائے گا۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کو جھوٹ سے بہت نفرت تھی اور آپ لوگوں کو جھوٹ سے بچنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور اس سے بہت ڈرایا کرتے تھے۔

پیغمبرؐ کو تھی جھوٹ سے سخت نفرت
خدا نے بھی جھوٹے پر بھیجی ہے لعنت

ایک شخص جھوٹ بولنے کا عادی ہو اور پھر حضور ﷺ کی امت میں بھی شامل ہو یہ ناممکن ہے۔ حضور ﷺ کسی جھوٹے کو اپنی جماعت میں داخل نہیں کرتے تھے

---

(۱) (بخاری' الادب' باب قول اللّٰه تعالٰی (یا ایها الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰه و کونوا مع الصادقین)' ح ۶۰۹۴۔ مسلم' البروالصلة' باب قبح الکذب و حسن الصدق و فضله ح (۲۶۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تا آنکہ وہ سچے دل سے تائب نہ ہو لے اور آئندہ جھوٹ بولنے سے اجتناب کرنے کا عہد نہ کر لے۔

ایک بار ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا حضور مجھ میں چار عیب ہیں۔ ان چاروں کو ایک دم چھوڑنے کی طاقت نہیں رکھتا' کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ میں ان سے نجات پاؤں؟ آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ عیب کون کون سے ہیں؟ عرض کیا (۱) شراب خوری (۲) زنا کاری (۳) چوری (۴) دروغ گوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا دروغ گوئی چھوڑ دو اور سچے دل سے عہد کرو کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہ بولو گے' سارے عیب چھوٹ جائیں گے۔

گویا حضور ﷺ نے جھوٹ اور کذب بیانی کو تمام گناہوں کا منبع قرار دیا اور فرمایا کہ گناہوں کے اس درخت کی جڑ کاٹ دی جائے تو ساری شاخیں خود بخود سوکھ جائیں گی۔ مثلاً اسی شخص کو لے لیجئے وہ جھوٹ بولنے سے تائب ہو جاتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ آئندہ ہمیشہ سچ کہوں گا' خواہ کتنی ہی مصیبت کیوں نہ آپڑے۔ وہ سچ بولنے کا اقرار کرتا ہے اور پھر آپ ﷺ سے ملتا ہے۔ آپ پوچھتے ہیں' تو نے شراب پی ہے' کہا حضور پی ہے۔ دوسرے دن پھر یہی سوال ہوتا ہے اور وہ بھی مثبت ہی میں جواب دیتا ہے علیٰ ہذا تیسرے دن' چوتھے دن بھی ایسا ہی ہوتا ہے' بالآخر اسے خود بخود شرم آتی ہے کہ اتنے مجمع میں روز ایک ہی جواب اور وہ بھی گناہ گارنی کا' اس لئے اگلے روز وہ شراب چھوڑ دیتا ہے' اسی طرح پھر چند یوم چوری کے متعلق سوال ہوتا ہے' تو اس پر بھی اسی طرح اس کی اصلاح ہو جاتی ہے' تا آنکہ بتدریج وہ تمام گناہوں سے تائب ہو جاتا ہے اور نیکیوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جھوٹ سے بچے اور اپنی اولاد کو بھی جھوٹ سے بچنے کی تلقین کرتا رہے۔ اس لئے کہ بہت سے والدین اپنے بچوں کو ترغیب دیتے ہیں اور اپنا غلط نمونہ ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ کی تعریف کیا ہے اور جھوٹ کسے کہتے ہیں اس کے بیان اور تشریح کی ضرورت نہیں' ہر چھوٹا' بڑا ادنیٰ اعلیٰ جانتا ہے کہ جھوٹ کیا ہے' جھوٹ سچ کی نقیض (الٹ) اور ضد ہے' سچ امر واقع اور اصل حقیقت پر دال ہوتا ہے جبکہ جھوٹ اس کے خلاف ہوتا ہے۔ پس مسلمان کو کسی صورت بھی کسی واقعہ کی حقیقت پر پردہ پوشی نہ کرنی چاہئے اور صاف گوئی سے کام لینا چاہئے۔

**

﴿۴۶﴾

صحیح عقل مند کون؟

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ[1]

ترجمہ "عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے اور بعد والی زندگی کی فکر کرے"۔

تشریح کون نہیں جانتا کہ اپنے نفس پر قابو پانا اور اسے قابو میں رکھنا بڑا مشکل کام ہے۔ جس نے خواہشات نفس پر قابو پانا سیکھ لیا اور بتدریج اس پر غالب آگیا' وہ ولی ہو گیا۔ آج جنہیں ہم اولیاء اللہ کہتے ہیں یہ محض اسی ایک عمل مسلسل جدوجہد اور محنت سے اس منزل پر پہنچے ہیں' اسلام ہر مسلمان کو اس منزل پر

---

(۱) ترمذی' صفة القیامة' باب ۲۵' ح ۲۴۵۹۔ ابن ماجه' الزهد' باب ذکر الموت والاستعداد (۴۲۶۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچانا چاہتا ہے' یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف طریقوں سے اس کی تعلیم دی اور بار بار تلقین فرمائی کہ اپنے نفس پر قابو پانے کی عادت ڈالو کیونکہ عقل مندی اور دانائی اسی میں ہے

؎ مے کند کار خرد نفس چو گردید مطیع
دزد چوں شحنہ شود امن کند عالم را

ایک بار حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں تشریف فرما تھے' آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا' تم میں سب سے بہادر کون ہے؟ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور جو سب سے زیادہ تنومند اور طاقتور نظر آیا' اس کا نام لے دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں نہیں' جو سب سے زیادہ بہادر ہو' اس کا نام لو۔ انہوں نے پھر ایک پہلوان کا نام لیا جس نے کئی بہادروں کو پچھاڑا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے میری بات نہیں سمجھی' میں تو اصل پہلوان بہادر کے متعلق دریافت کر رہا ہوں' سب نے عرض کیا حضور ﷺ پھر آپ ﷺ ہی فرمائیں' آپ بھی تو ہم کو جانتے پہچانتے ہیں۔ جب کوئی اس راز کو نہ پا سکا تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا بہادر وہ نہیں ہوتا جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ اصل بہادر وہ ہوتا ہے جو غصہ آنے پر غصہ دبا لے' اس پر قابو پا لے اور اپنے نفس پر غلبہ حاصل کر لے

(مسلم' البر والصلة' باب فضل من يملك نفسه عندالغضب ح ۲۶۰۸ و ۲۶۰۹ مختصراً نیز دیکھئے فتح الباری' کتاب الادب' باب الحذر من الغضب ح ۶۱۱۴)

؎ رستمے باید کہ او خصمے کند با دیو نفس
گر بر او غالب شویم افراسیاب افگندہ ایم

ایک بار قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ آپ سے ملنے آئے ان میں سے ایک شخص نہایت حلیم و بردبار تھا آپ ﷺ نے اس کو دیکھتے ہی اس کی خوبیوں کو بھانپ لیا اور فرمایا اِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ اَلْحِلْمُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والأناۃ "تجھ میں دو صفتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں ایک حلم اور غصے کو دبالینا۔" پھر آپ نے اوروں کو تلقین فرمائی کہ تم بھی یہ خوبیاں پیدا کرو۔

(مسلم' الایمان' باب الامر بالایمان' باللّٰہ تعالی و رسولہ الخ ح ۱۸)

مطلب یہ کہ آنحضرت ﷺ نے ان خوبیوں کو بہت محبوب جانا۔ اگر غور کریں تو یہ دونوں خوبیاں انسانی سیرت کا زیور ہیں۔ ان کے بغیر انسانی اخلاق و کردار نامکمل رہتا ہے۔

ایک دفعہ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے عرض کیا حضور ﷺ مجھے نصیحت فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا غصہ نہ کیا کرو' اس نے عرض کیا بہت اچھا۔ حضور کچھ اور فرمایئے آپ نے پھر فرمایا غصہ کو پی لیا کرو' اس نے عرض کیا' بہت بہتر' مگر حضور کچھ اور بھی حکم ہو' آپ نے تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ اپنے نفس پر قابو پاؤ یعنی غصہ کو دبا دیا کرو کہ سب بھلائیاں اسی میں ہیں اور سب عقلمندیاں اس پر ختم ہوتی ہیں۔ (بخاری' الادب' باب الحذر من الغضب ح ۶۱۱۶)

کسی نے کتنی پیاری بات کہی ہے

؎ نفس کشتی باز رستی اعتذار
کس ترا دشمن نہ ماند در دیار

نفس پر قابو پانا گویا اپنے آپ کو تمام گناہوں سے بچانا ہے۔

نفس امارہ گناہوں کی تلقین کرتا ہے اور برائیوں ہی کی ترغیب دیتا ہے۔ اگر ہم اس پر قابو پالیں گے' تو یقیناً گناہوں سے بچ جائیں گے اور پارسا بن جائیں گے۔ مثلاً آپ نے کسی کی کوئی چیز گری پڑی دیکھی' اٹھا لینے کو جی چاہا' اگر آپ اٹھالیں گے تو چور بن جائیں گے اور اگر خواہش نفس پر قابو پالیں گے تو عقل مند کہلائیں گے۔

اسی طرح تماشا دیکھنے کو جی چاہتا ہے' نفس غیر محرم عورتوں کو جھانکنے کی تلقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔ دل بھنگ' چرس' تمباکو' سگریٹ' شراب پینے کی رغبت دلاتا ہے' فضول خرچی اور عیاشی پر آمادہ کرتا ہے' رشوت لینے یا سود کھانے کی ترغیب دلاتا ہے۔ کسی کا حق سلب کر لینے' جور و ستم ڈھانے' لڑنے جھگڑنے' گالی گلوچ دینے اور انتقام لینے کی تعلیم دیتا ہے' مگر آپ عقل مندی سے کام لیتے ہیں اور نفس کی ان خواہشات کو پورا نہیں کرتے' تو یقیناً آپ پارسا بن جاتے ہیں اور اللہ اور اس رسول کی بارگاہ میں رتبہ پاکر صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں۔ پس ایک مسلمان کی شان یہ ہے کہ ہر وقت عقل و خرد سے کام لے' حق پر جم جائے اور نفس پر قابو پائے اور کبھی اس کی اطاعت نہ کرے

؎ پیں ڈالے گر زمانہ پر نہ چھوڑے اپنا رنگ
باغ عالم میں بشر مثل حنا ایسا تو ہو

**

﴿۴۷﴾

شرم و حیا کی فضیلت

اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ[1]
ترجمہ: "حیا ایمان کی ایک شاخ ہے"۔

---

(۱) البخاری' الایمان' باب امور الایمان ح ۹۔ مسلم' الایمان' باب شعب الایمان ح ۳۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح مطلب یہ ہے کہ ہر مومن میں شرم و حیا کا ہونا لازمی ہے اگر حیا اٹھ گئی تو سمجھ لیجئے کہ ایک حد تک ایمان بھی جاتا رہا' حیا اور ایمان لازم و ملزوم ہیں۔ اگر کسی میں ایمان ہو تو حیا بھی ضرور ہو گی۔ یہ ناممکن ہے کہ ایمان ہو مگر حیا نہ ہو' اگر حیا مفقود ہے تو سمجھ لیجئے ایمان کمزور پڑ گیا ہے اور جوں جوں حیا اٹھتی جاتی ہے' ایمان مردہ ہوتا جاتا ہے۔

عرف عام میں حیا انسان ہی سے ہوتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ مومن کو سب سے پہلے حیا اللہ تعالیٰ سے آتی ہے' اس کے بعد انسان سے حیا آتی ہے' اگر آپ ایک انسان سے تو شرم کرتے ہیں مگر اللہ سے شرم نہیں کھاتے' تو آپ کامل مومن نہیں ہیں

؎ چناں شرم دار از خداوند خویش
کہ شرمت بیگانگان است خویش

حیا گناہوں سے آدمی کو بچاتی ہے' ایک گناہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی سے ہوتا ہے جس کا مؤاخذہ قیامت کو ہو گا' مگر دنیا میں بھی اس گنہگار کی عزت نہیں رہتی اور وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ جس شخص میں حیا کا جوہر ہوتا ہے وہ اس بے عزتی سے شرماتا ہے اور اکثر و بیشتر اللہ کے خوف سے نہیں تو دنیا داروں کی نظر حقارت سے ڈرتا ہے اور گناہوں کے ارتکاب سے بچ جاتا ہے اور حیا کا مادہ اس کو بد عملیوں کی اصلاح پر مائل کر دیتا ہے۔ اسی لئے حیا کو ایمان کی شاخ قرار دیا گیا ہے' اکبر الہ آبادی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ جس کو خدا سے شرم ہے وہ ہے بزرگ دیں
دنیا کی جس کو شرم ہے مرد شریف ہے
جس کو کسی کی شرم نہیں اس کو کیا کہوں
فطرت میں وہ رذیل ہے دل کا کثیف ہے

آپ جھوٹ بولنا چاہتے ہیں مگر نہیں بولتے۔ کیوں؟ اس لئے کہ آپ ڈرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اگر کسی پر میرا جھوٹ کھل گیا تو بدنام ہو جاؤں گا' یہ بندوں سے حیا ہے۔ اسی طرح آپ چوری کرنا چاہتے ہیں مگر رک جاتے ہیں' برائی سے بچ جاتے ہیں' تو حیا ہی کی وجہ سے آپ بچتے ہیں' اگر یہ فطری مادہ آپ میں موجود نہ ہوتا یا آپ نے اسے ملیامیٹ کر دیا ہوتا جیسا کہ اکثر انسانوں نے کر دیا ہے۔ تو یقیناً آپ بے شمار گناہوں میں ملوث ہوتے اور اگر آپ نے اس مادہ کو بڑھا لیا ہوتا تو یقیناً آپ فرشتہ بن گئے ہوتے۔

؎ گر حجاب کنی از خدا فرشتہ شوی
چناں می کنی از مرداں حجاب

حیا کی صفت کوئی معمولی صفت نہیں ہے وہ دنیا کے ہر شعبہ میں خوبی پیدا کرتی ہے اگر حیا نہ ہو تو تمدن کا ستیاناس ہو جائے۔ مثلاً لباس ہی کو دیکھ لیجئے یہ شرم و حیا کی پہلی سیڑھی ہے یا بالفاظ دیگر کتاب ایمان کی الف۔ ب ہے۔ حیوان لباس کا محتاج نہیں مگر انسان لباس سے مزین کیا گیا ہے۔ کسی کے سامنے ننگا نہیں پھرتا' کیوں؟ اس لئے کہ حیا مانع ہے شرم آتی ہے اور وہ اسی شرم و حیا کو انسانیت سمجھتا ہے' حالانکہ اس حیا کی جس کی تعلیم اسلام دے رہا ہے یہ پہلا سٹیج ہے اور اسلام تمہیں اس سے بلند مقام پر لے جانا چاہتا ہے۔

آج کے تعلیم یافتہ اور مہذب مرد و عورت جو یورپین تہذیب اور تمدن کا شکار ہو چکے ہیں اور فیشن پرستی میں انسانیت کے اس پہلے سٹیج سے بھی گرتے جا رہے ہیں اور شرعی پردہ کو جو درحقیقت فطری (پیدائشی) شرم و حیا کا دوسرا نام ہے غیر ضروری سمجھ رہے ہیں۔ وہ حیا کے اس بلند مقام پر کیسے پہنچ سکتے ہیں جہاں اسلام انہیں لے جانا چاہتا ہے۔

ایک وقت تھا کہ اسی برہنگی کو چھپانے اور حیوانیت سے نکل کر انسانیت کے دائرہ میں آنے کے لئے لباس تجویز ہوا تھا۔ مگر آج پھر ایک وقت ہے کہ لباس کی موجودہ قطع و برید اور کانٹ چھانٹ نے تہذیب کے نام پر مردوں کو نہیں بلکہ عورتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ پھر اسی برہنگی کی طرف رجوع کریں۔ تاکہ فطری حیا اپنا سر پیٹ کر رہ جائے اور لسان فطرت کو یہ کہنے کا موقعہ ملے۔

؎ گردن ہے شانہ تک کھلی سینہ کمر تک بے حجاب
جانئے منظور ہے قدرت کو اب کیا انقلاب

الغرض طبعی طور پر عورت میں مادہ حیا زیادہ ہونا چاہئے تھا' یہی وجہ ہے کہ اس مادہ حیا کی تربیت و ترقی کے لئے اسلام نے پردہ کی تعلیم دی ہے مگر جب پردہ اٹھ گیا تو سمجھ لو کہ حیا مفقود ہو گئی' پھر ایمان کہاں رہا؟

؎ اللہ جو حسن دے تو حیا بھی ضرور دے
کس کام کی وہ آنکھ کہ جس میں حیا نہ ہو

المختصر ایک مومن کے لئے خواہ وہ مرد ہو یا عورت' بوڑھا ہو یا بچہ شرم و حیا لازمی ہے' کیونکہ شرم و حیا ہی سے ایمان کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے اور شرم و حیا ہی سے انسان میں انسانیت پیدا ہوتی ہے' کسی نے سچ کہا ہے

؎ شرم شیر نر است نے سگ بداں
کہ نگیرد صید از ہمسایگاں

شرم کے ابتدائی مراحل یہی ہیں کہ تم کسی کے سامنے ننگے نہ ہونے پاؤ۔ مرد گھٹنوں سے ناف تک اپنا وجود ننگا نہ ہونے دے کہ یہ سب مقام ستر (پردے کا مقام) ہے اور شانہ بھی اس میں شامل ہے' عورت سر سے پاؤں تک اپنا آپ چھپائے اور کسی غیر محرم کے سامنے نہ آئے (غیر محرم وہ ہے جس سے نکاح حلال ہو) اسلام کا حکم یہی ہے اور یہ بدنی حیا ہے۔ پھر اگر کسی گناہ کا ارتکاب ہو تو کسی کے سامنے نہ ہو' یہ طبعی حیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے ڈنکے کی چوٹ اور علی الاعلان دوسروں کے سامنے گناہ کیا تو دوسروں کو بھی دیکھا دیکھی جرأت پیدا ہو جائے گی اور گناہ گاری کا دروازہ کھل جائے گا جس کا وبال تم پر پڑے گا۔ اس لئے تمہیں شرم کرنی چاہئے چوری اور سینہ زوری ٹھیک نہیں اور یہ کہنا بھی ٹھیک نہیں کہ جب اللہ کا ڈر نہیں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندوں کا کیا ڈر؟ جب اللہ سے شرم نہیں تو بندوں سے کیا حیا

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

**

۴۸

پاکیزگی کی فضیلت

اَلطَّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ[1]

ترجمہ "طہارت آدھا ایمان ہے"۔

تشریح اسلام نے طہارت و پاکیزگی کی جتنی تعلیم دی ہے' غالباً کسی مذہب نے اتنی تعلیم نہ دی ہو گی اور نہ تاکید کی ہو گی۔ ایک ایک چیز کے متعلق الگ الگ احکام دیئے ہیں مثلاً جگہ کی صفائی' لباس کی پاکیزگی' غذا کی اچھائی' پانی کی عمدگی اور دیگر چیزوں کی حلت و حرمت پر الگ الگ ابواب باندھ کر ان کی پوری صراحت کی ہے اور بتایا ہے کہ کوئی غیر مطہر چیز مسلمان کے لئے حلال اور روا نہیں ہے۔

بدن کی صفائی اور لباس کی طہارت کا اندازہ اس سے لگا لیجئے کہ ہر مسلمان پر نماز فرض کر دی گئی ہے جو دن رات میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہے۔ نماز کے لئے بدن کا پاک و صاف ہونا ضروری ہے اگر بدن پاک نہ ہو گا تو نماز نہ ہو گی' لباس ناپاک

(۱) مسلم' الطھارۃ' باب فضل الوضوء ح ۲۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا' تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے ہر مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے مجبور ہے کہ وہ بدن بھی صاف رکھے اور لباس بھی' اگر کوئی مسلمان ایسا نہیں کرتا تو وہ اپنا ایمان کھو رہا ہے اور اس حدیث کی رو سے محض ناپاک رہنے پر آدمی آدھا بے ایمان ہو جاتا ہے اور اگر پھر اس بے ایمانی کا احساس نہ کرے اور پاکی و طہارت کی طرف رجوع نہ کرے اور نماز چھوڑ دے تو پورا بے ایمان ہو جاتا ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے الگ صراحت فرما دی ہے۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ

"جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا"۔

(یہ الفاظ الترغیب والترھیب (۳۸۲/۱) میں ہیں لیکن اس مفہوم کی حدیث صحیح مسلم' الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ ح ۸۲ میں بھی موجود ہے)

صحیح مسلم کی اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ "آدمی اور کافر و مشرک کے درمیان نماز سے فرق ہوتا ہے۔"

بدن اور لباس کو ضروری طور پر ناپاک کرنے والی چیز پیشاب ہے' آپ بیرونی گندگی اور غلاظت سے ایک حد تک بچ سکتے ہیں اور اپنے لباس کو بھی بچاتے ہیں مگر جب دن میں دو چار مرتبہ پیشاب کرتے ہیں تو نہ ڈھیلا استعمال کرتے ہیں' نہ استنجا کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پیشاب کے قطرات سے نہ آپ کا پاجامہ اور تہبند پاک رہ سکتا ہے اور نہ بدن۔ اور جب کوئی آپ سے کہتا ہے کہ آیئے نماز پڑھ لیجئے تو آپ کا پہلا عذر یہی ہوتا ہے کہ میرے کپڑے ناپاک ہیں۔

ایک مسلمان تو یہ سن کر خاموش ہو جاتا ہے مگر اسلام اور ایمان آپ کو ملامت کرتا ہے' بشرطیکہ آپ اس کی ملامت سن سکیں اور سمجھ لیں۔ حضور ﷺ نے انہی معنی میں فرمایا ہے کہ جو شخص خود اپنی ناپاکی کا اعتراف اور اعلان کرتا ہے' وہ آدھا ایمان کھو دیتا ہے اور اپنی بے ایمانی کو خود تسلیم کرتا ہے جس کی اسے سزا ملے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ پیشاب سے بدن اور لباس ناپاک کرنے والوں کو قبر ہی میں عذاب شروع ہو جائے گا اور سخت عذاب ہو گا' پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ ایک شخص پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور اسے عذاب ہو رہا تھا۔

(بخاری' الوضوء' باب من الکبائر ان لا یستتر من بولہ ح ۲۱۶۔ مسلم' الطھارۃ۔ باب الدلیل علی نجاسۃ البول ..... ح ۲۹۲)

آپ نے فرمایا کہ بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے پاکی اور پلیدی کی تعلیم دو اور نماز شروع کرا دو' پھر دس سال کی عمر میں اگر نہ پڑھے تو اسے مار کر پڑھاؤ۔

(ابوداؤد' الصلاۃ' باب متی یومر الغلام بالصلاۃ ح ۴۹۴' ۴۹۵۔ ترمذی' ابواب الصلاۃ' باب ماجاء متی یؤمر الصبی بالصلاۃ ح ۴۰۷)

یہ عمر پلنے یا بڑھنے کی ہے اس عمر میں عادات باقاعدہ شکل اختیار کرتی ہیں۔ اور مزاج نے جس طرح پختہ ہونا ہوتا ہے وہ پختہ ہونا شروع ہو جاتا ہے' تا آنکہ لڑکا' لڑکی جب بیس بائیس سال کے ہو جاتے ہیں تو ان کے ساتھ ان کے عادات و اطوار بھی پختہ ہو جاتے ہیں۔ اگر اولاد کی زمانہ بچپن میں صحیح تربیت کی ہو گی تو وہ جوان ہو کر نیک سیرت اور بلند اخلاق ہو گی۔ اگر تربیت نہیں کی ہو گی یا غلط کی ہو گی تو اولاد بے دین اور شوریدہ سر ہو گی۔ اس وقت نہ کوئی نصیحت کام دے گی' نہ دم تعویذ۔ اولاد کی تربیت کا حال ایک ہی ہے کہ بس اس کی پوری نگرانی کرو اور سختی کے وقت سختی روا رکھو۔ اولاد کو نماز اپنے سامنے پڑھواؤ۔ نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے اپنے ساتھ بروقت یعنی خطبہ شروع کرنے سے پہلے مسجد میں لے جاؤ۔ ہر صحیح کام پر اس کی ڈھارس بندھاؤ اور اس کی مزید اصلاح کرو۔ اور غلط کام کرنے پر ٹوکو۔

بدن اور لباس صاف ستھرا رکھنے کی تاکید کرو اور خاص طور پر اس کا خیال رکھو۔ لباس کی صفائی سے مراد صرف اس کا اجلا پن نہیں ہے بلکہ معنوی صفائی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر لباس نیا ہو' دھلا ہوا دودھ کی طرح سفید ہو' مگر اس میں پیشاب یا کوئی اور ناپاک چیز لگی ہوئی ہو تو اسلامی نقطہ نگاہ سے وہ ناپاک ہی تصور کیا جائے گا اور اپنی ظاہری صفائی کی وجہ سے پاک نہ سمجھا جائے گا۔ پس اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ اسلام جب معنوی طہارت کی اتنی تعلیم دیتا ہے تو وہ ظاہری طہارت اور پاکیزگی کے متعلق کیا کہتا ہو گا؟..... قرآن کریم میں ہے:

وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (سورۃ التوبہ: ۱۰۸)

"اللہ تعالیٰ پاک لوگوں کو دوست رکھتا ہے"۔

یعنی وہ لوگ جو اپنے بدن کو پاک اور لباس کو صاف رکھتے ہیں' غذا طیب کھاتے ہیں' ناپاک اور حرام سے بچتے ہیں ہر قسم کے گناہوں کی نجاست اور پلیدی سے احتراز کرتے ہیں' بری باتوں سے پرہیز کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے دوست بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے پیار کرنے لگتا ہے۔

ہر مسلمان مرد' عورت' بوڑھے' بچے کو چاہئے کہ وہ پاک صاف رہے۔ اگر کسی وقت ناپاک ہو جائے' کوئی غلاظت یا کثافت لگ جائے' تو نماز کے وقت سے پہلے پہلے صاف ہو جائے' بدن' لباس' مکان' خوراک فرنیچر کی ظاہری صفائی کے علاوہ اپنی باطنی صفائی کا بھی خیال رکھے' کہ اس صفائی کی تعلیم اور تلقین بھی ایمان اور اسلام ہی کر رہا ہے طہارت کی دو اقسام ہیں' جسمانی اور روحانی طہارت' روحانی طہارت سے مراد اپنے دامن کو برے عقائد اور گندے اعمال سے بچانا ہے۔ اور جسمانی طہارت سے مراد جسم کو ظاہری گندگی سے بچانا ہے۔ ان دونوں طہارتوں کا خیال بہت ضروری ہے۔

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۴۹﴾

ترک دنیا اور اسلام

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ[1]

ترجمہ "اسلام میں رہبانیت (ترک دنیا) نہیں ہے"۔

تشریح یہود اور نصاریٰ میں یہ رواج تھا اور اب بھی ہے اور ہنود میں بھی اسی خیال کو فوقیت حاصل ہے کہ جو شخص اللہ تک پہنچنا چاہے اور خواہش کرے کہ اللہ والا ہو جائے' اسے دنیا سے کوئی سروکار نہیں رہتا۔ وہ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے نہ کوئی کاروبار کرتا ہے' نہ بیوی سے تعلق رکھتا ہے' نہ دوست احباب سے ملتا ہے بلکہ علیحدہ کسی جنگل میں رہتا ہے اور تپسیا (اللہ کی یاد) کرتا رہتا ہے۔ مسلمان بھی یہود و نصاریٰ ہی کی دیکھا دیکھی اسی خیال کو اپنانے لگے اور ان میں بھی یہی ذہنیت پیدا ہو گئی کہ ولایت حاصل کرنے اور تصوف و روحانیت کی منازل طے کرنے کے لئے ترک دنیا لازمی ہے۔ اس وقت تک کوئی صوفی اور ولی نہیں بن سکتا' جب تک کہ چلہ کشی نہ کرے' دنیا سے الگ تھلگ ہو کر کسی ندی کے کنارے' بدن پر بھبوت (راکھ) مل کر نہ بیٹھے' کھانا پینا نہ چھوڑ دے' چپ نہ سادھ لے' چنانچہ جو شخص رہبانیت کا زیادہ مظاہرہ کرے' وہی زیادہ بزرگ اور ولی مانا جاتا ہے۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے اس کی تردید فرمائی اور مسلمانوں کو اس خیال و عقیدہ سے روکا ہے

---

(۱) (مستفاد از مسند احمد ۲۲۶/۶ نیز دیکھئے کشف الخفا للعجلونی ۳۷۷/۲' ح ۳۱۵۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کہ ترک دنیا سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے" یہ عقیدہ یہودیوں کا ہے مسلمانوں کا نہیں ہے' نہ ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے اور یہی ہونا چاہئے کہ قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے ترک دنیا کی ضرورت نہیں۔ بال بچوں کو چھوڑنا ضروری نہیں' خویش و اقارب سے علیحدگی بھی ضروری نہیں ہے۔ بلکہ ان سب چیزوں کے ہوتے ہوئے بھی اللہ مل سکتا ہے اور اس تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے۔

اگر اسلام میں رہبانیت اور ترک دنیا ضروری ہوتی یا اسلام میں اس کی تھوڑی سی اجازت بھی ہوتی تو سب سے پہلے آنحضرت ﷺ اسے اختیار فرماتے مگر حضور ﷺ نے تو ایک چھوڑ کر کئی بیویاں کیں' بچے بھی ہوئے' ان کی شادیاں کیں' تجارت بھی کی' خویش و اقارب سے بھی ملتے رہے اور دنیا کے کام بھی کرتے رہے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ' عمر فاروق رضی اللہ عنہ' عثمان غنی رضی اللہ عنہ' علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ایک لاکھ چوالیس ہزار کم و بیش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے بھی تو رہبانیت اختیار نہیں کی اور کیوں کرتے؟ جبکہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرما دیا تھا کہ جو دنیا کو ترک کرے گا' کمانا چھوڑ دے گا' کھانا چھوڑ دے گا بیوی بچوں کو چھوڑ دے گا' یعنی رشتہ ناطہ ترک کر دے گا وہ ہم میں سے نہیں ہو گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ائمہ عظام کا درجہ ہے مگر کسی ایک امام نے بھی دنیا کو ترک نہیں کیا' سب کاروبار کرتے تھے اپنے ہاتھ سے کماتے تھے' دولت جمع کرتے' بیوی بچوں کو کھلاتے۔ یتیموں' مسکینوں کی نگہداشت کرتے تھے' دنیا میں رہتے سہتے تھے اور پھر ولی اللہ بھی تھے---- اولیاء اللہ کو دیکھو' ایک ایک کے حالات پڑھو آپ کو معلوم ہو گا کہ سب ہی اہل و عیال رکھتے تھے' گھر بار والے تھے' کاروبار کرتے تھے۔ مثال کے طور پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کو دیکھ لو ان کی سیرت پڑھ لو آخر ان کو تو اولیاء اللہ کا سرتاج مانتے ہو' بڑا پیر کہتے ہو' اب تک ان کے نام کی نیاز اور گیارہویں دیتے ہو' کیا ان سے بھی سبق حاصل نہیں کرتے؟

المختصر! اسلام میں کہیں بھی ترک دنیا کا نام و نشان نہیں ملتا' بلکہ اسلام کہتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم دنیا میں رہ کر اللہ کی یاد کرو' کماؤ' نکاح کرو' عیش کے سامان فراہم ہوں اور پھر تم تقویٰ اختیار کرو' سب کچھ موجود ہو اور پھر اس کی یاد کرو' دولت ہو' بیوی ہو' بچے ہوں اور پھر آپ اس کے ذکر سے غافل نہ ہوں' یہی اصل ولایت ہے' اسی کا نام تصوف ہے اور اسی کو کمال معرفت کہتے ہیں۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا
ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

**

۵۰

نشہ آور اشیاء کا استعمال

كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ[1]

ترجمہ "ہر مسکر (نشیلی چیز) شراب ہے اور ہر مسکر حرام ہے"۔

تشریح شراب تو یقیناً حرام ہے اور ہر مسلمان اسے حرام سمجھتا ہے مگر اس حدیث میں ہر نشہ پیدا کرنے والی چیز کو حرام قرار دیا ہے اور اسے شراب

---

(۱) (مسلم' الاشربة' باب بیان ان کل مسکر خمر و ان کل خمر حرام' ح ۲۰۰۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کے مترادف (ہم معنی) ٹھہرایا ہے۔

؎ ہر نشیلی چیز مے ہے لاکلام
اور ہر ایک شے نشیلی ہے حرام

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسکر یعنی نشہ لانے والی چیز کون کون سی ہے' جس سے مسلمان کو بچنا چاہئے۔ اگر اس مسئلہ کو آپ کی عقل اور فہم پر چھوڑا جائے گا تو یقیناً آپ میں اختلاف پیدا ہو جائے گا کیونکہ اگر کوئی شخص ایک چیز کا عادی ہو جائے تو وہ اسے مسکر نہیں سمجھتا۔ دوسرا ہزار دلیل سے اسے مسکر ثابت کرے مگر وہ نہیں مانے گا' کیونکہ وہ اس کا عادی ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ چیز تو اطباء اور حکماء سے تعلق رکھتی ہے کہ وہ سائنٹیفک طریق پر بتائیں اور پوری تحقیق سے بتائیں کہ کون کون سی چیز مسکر اور منشی ہے' جس سے ایک صحیح الدماغ انسان کو اجتناب کرنا چاہئے۔

آیئے اب طب یونانی اور ڈاکٹری کی کتابیں اٹھا کر ملاحظہ فرمایئے اور ان ابواب کی چھان بین کیجئے جن میں مسکر چیزوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے تو آپ کو مندرجہ ذیل اشیاء ایک ہی باب میں نظر آئیں گی۔

شراب دیسی ہو یا ولائتی' ادنیٰ ہو یا اعلیٰ' انگور کی ہو یا کھجور کی' جو کی ہو یا کسی اور چیز کی' اول نمبر مسکر ہے۔ پھر افیون' بھنگ' چنڈو' چرس' پوست اور تمباکو کا درجہ ہے' جو اس فہرست میں درج ہے۔ اب مان لیا کہ آپ شراب نہیں پیتے' افیم نہیں کھاتے' بھنگ اور چرس استعمال نہیں کرتے' صرف تمباکو اور سگریٹ استعمال کرتے ہیں جو اسلام میں حرام ہے۔ اب اس کی حرمت کو آپ ہلکا سمجھ لیں یا وزنی قرار دیں' یہ آپ کی مرضی ہے۔

اگر کوئی شراب پیتا ہے تو اسے شرابی کہہ کر بدنام کرتے ہیں' افیون کھاتا ہے' تو افیونی کہہ کر اس کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔ بھنگ یا چرس کا استعمال کرتا ہے تو بھی اسے بہ نگاہ حقارت ہی دیکھتے ہیں' مگر جب کوئی سگریٹ پیتا ہے یا تمباکو کا استعمال کرتا ہے' تو اسے عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یا کم از کم اسے معیوب نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتے۔ حالانکہ تمباکو نوشی بری بات ہے اسے مذموم و معیوب تو سمجھنا چاہیے--- آخر اس امتیاز کی وجہ کیا ہے؟--- آپ کے اطباء اور ڈاکٹرز تو مسکر اور نشہ آور اشیاء کو مضرت کے اعتبار سے ایک درجہ میں رکھیں' مگر آپ "میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو" کے مصداق جس چیز کو پسند کریں اسے محبوب جانیں اور جو ناپسند ہو اسے مسکر اور نشیلی کہہ کر ٹھکرا دیں' یہ کوئی عقل مندی نہیں ہے۔

اس وقت ہمیں مذہبی نقطہ نگاہ سے یہ فتویٰ دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ تمباکو حلال ہے یا حرام؟ ہمیں تو اخلاقی' طبی اور اقتصادی نقطہ نگاہ سے آپ کو یہ بتانا مقصود ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جب مسکرات سے منع کر دیا ہے تو پھر ہر مسلمان کو ہر مسکر چیز سے رک جانا چاہئے خواہ کتنی ہی مقبول اور من بھاتی غذا کیوں نہ بن گئی ہو۔

فاضل اطباء اور ڈاکٹرز تسلیم کرتے ہیں کہ تمباکو میں بھی نکوٹین نامی ایک زہر اسی قسم کا ہے' جس قسم کا زہر شراب' افیون اور دیگر مسکرات میں ہوتا ہے۔ جس طرح ان اشیاء کو اگر مقدار سے زیادہ استعمال کر لیا جائے تو موت یقینی ہے' اسی طرح تمباکو بھی حد سے زیادہ استعمال کیا جائے تو موت لازمی ہے۔ ایک چھٹانک بھر تمباکو کا جوہر (نکوٹین) ایک آدمی کی ہلاکت کے لئے کافی ہے' یہی وجہ ہے کہ بعض حکومتوں نے تمباکو کا پینا ممنوع قرار دے دیا ہے۔ بعض نے اس پر قیود لگا دیں۔ بعض نے بچوں اور عورتوں کو روک دیا' بعض نے لائسنس لگا دیا' جیسا کہ اب ہندو پاک میں بھی لگ چکا ہے۔

اس لائسنس کا مطلب یہی ہے کہ جس طرح افیون' شراب' سم الفار' کچلہ وغیرہ زہریلی چیزیں ہیں' تمباکو بھی بتدریج اسی درجہ میں لے لیا جائے۔ مگر افسوس ہے کہ عوام اس سے کوئی سبق اور نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

حکومت ہند کے محکمہ آبکاری نے ۱۹۴۰ء کی رپورٹ میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ ہندوستانی مسکرات اور منشیات پر ۹۳ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کرتے ہیں پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تفصیل بھی دی گئی ہے کہ شراب پر ۵۳ کروڑ' چرس اور گانجہ' بھنگ' پوست پر ۷ کروڑ' افیون پر ۳ کروڑ' تمباکو اور سگریٹ پر ۳۰ کروڑ۔ یہ ۱۹۵۷ء کی بات ہے اب پاکستانی مسکرات کا اندازہ اس سے بہت بڑھ چکا ہے ہیروئن اور کوکین کا عام استعمال ہو رہا ہے۔

اس رپورٹ سے معلوم ہوا کہ حکومت نے بھی تمباکو کو مسکر اور منشی اشیاء میں شمار کیا ہے اور پھر بتایا ہے کہ شراب کے بعد دوسرے درجہ کا خرچ اسی ناپاک چیز کا ہے۔

پس اب خود ہی غور کرو کہ جو قوم ۳۰ کروڑ روپیہ سالانہ تمباکو پر ضائع کر دے' کیا وہ بھی دنیا میں کہیں پنپ سکتی ہے؟ چونکہ ہمارے ملک میں بھنگ' چرس' افیون سے تمباکو اور سگریٹ کا رواج بہت زیادہ ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اس کا سدباب کیا جائے اور اپنی اپنی جگہ مناسب تدابیر اختیار کر کے حتیٰ الامکان عورتوں' مردوں' بوڑھوں' بچوں کو اس سے روکا جائے' کہ یہ بھی اسلام اور قوم کی بہت بڑی خدمت ہے۔

***

۵۱

ایمان کا تقاضا

لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَحَابُّوْا[1]

ترجمہ "تم جنت میں نہ جاسکو گے' جب تک ایماندار نہ ہو گے اور تم ایماندار ثابت نہ ہو گے' جب تک آپس میں محبت نہ رکھو گے"۔

تشریح حدیث کا یہ جملہ حضور ﷺ نے حلفیہ اور قسمیہ بیان فرمایا ہے یعنی آپ نے قسم کھا کر کہا کہ اللہ کی قسم! جنت میں کوئی شخص نہ جائے گا' جب تک کہ پہلے ایماندار ثابت نہ ہولے اور کسی مومن کا ایمان اس وقت تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا' جب تک کہ وہ ہر مومن کے ساتھ محبت نہ رکھے۔

قسم اس ذات کی ہے ہاتھ میں جس کے میری جاں
جنتی تم نہیں جب تک کہ لاؤ نہ ایماں
اور ایماں کا لانا بھی نہیں کوئی فائدہ مند
جب تک آپس میں تمہارے ہوں نہ لطف واحساں

گویا ایمان کا خلاصہ باہمی محبت اور الفت ہی کو قرار دیا گیا ہے' جو آج مسلمانوں میں ناپید اور مفقود ہے۔ اگر تاریخ اسلام کی ورق گردانی کی جائے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ حضور ﷺ نے لوگوں کو توحید کے پلیٹ فارم پر لانے کے بعد سب سے پہلے جو کام کیا' وہ یہی اخوت کا تھا۔ حضور ﷺ نے اس پر اتنا زور دیا' اتنے وعظ فرمائے اور اس کی ضرورت واہمیت پر اتنے دلائل پیش کئے کہ بڑے بڑے معاندین کو بھی سینے صاف کرنے پڑے اور دلوں سے کینے نکالنے پڑے۔ صدیوں کے بگڑے ہوئے درست ہو گئے اور نسلوں کے کٹے ہوئے جڑ گئے اور ایسے شیروشکر ہو گئے کہ دنیا اب تک اس انقلاب پر انگشت بدنداں (حیران) ہے۔

---

(۱) (مسلم' الایمان' باب بیان انه لا یدخل الجنة الا المومنون ..... ح ۵۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیحین میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو محبت اور مودت (پیار) کا سبق دیتے ہوئے یہ مثال دی جو پتھر پر نقش ہو گئی' آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم سب کے سب مسلمان باہم ایسے ہی ہو جیسے ایک وجود کے تمام اعضاء آنکھ' کان' ناک' دل' دماغ' ہاتھ' پاؤں وغیرہ وغیرہ۔ اگر کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتے تو سچ بتانا کہ درد صرف پاؤں ہی میں ہوتا ہے یا سارا وجود بے قرار ہو جاتا ہے؟ عرض کیا حضور (ﷺ)! سارا وجود بے قرار ہو جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا اگر کسی کی آنکھ دکھتی ہو اور درد سے بے قرار ہو' تو کھانے کو جی چاہتا ہے اور کھانے میں کچھ مزہ آتا ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا اگر سفر کرنا پڑے تو کیا پاؤں کام دیتے ہیں؟ کہا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو جس طرح ایک عضو کی تکلیف تمام وجود محسوس کرتا ہے اور بے قرار ہو جاتا ہے اور وہ اعضاء جو صحیح وسالم ہوتے ہیں محض اس کی ہمدردی میں کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں' اسی طرح تمہیں چاہئے کہ اگر کسی مسلمان کو کوئی تکلیف ہو تو بے قرار ہو جاؤ اور جب تک اسے چین و راحت نصیب نہ ہو تم بھی آرام نہ کرو اور اس کی تکلیف ومصیبت کو رفع کرنے میں پوری کوشش کرتے رہو (بخاری' الصلاۃ: باب تشبیک الاصابع فی المسجد' ح ۴۸۱' والادب: باب رحمۃ الناس والبھائم۔ ح ۶۰۲۶۔ مسلم البر والصلۃ: باب تراحم المومنین و تعاطفھم ح ۲۵۸۵' ۲۵۸۶) لیکن اس میں مذکورہ تفصیلات نہیں ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

؎ باہمی لطف وکرم میں ہے یہ مومن کی مثال
کہ وہ آپس میں ہیں اک جسم کے اعضاء بکمال
جب کسی وجہ سے تکلیف کسی عضو کو ہو
ایک کی وجہ سے ہوتا ہے سب اعضاء کو ملال

سنن ابی داؤد میں ہے کہ ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کچھ بندے ایسے ہیں جو نہ نبی ہیں' نہ صدیق نہ شہید' مگر قیامت کے دن جو ان کو اعزاز و درجات ملیں گے تو صدیق اور شہید بھی ان پر رشک کریں گے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ حضور وہ کون لوگ ہونگے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ لوگ جو دوسروں سے محبت کرتے ہیں اور ان کی محبت کسی ذاتی غرض کی بنا پر نہیں بلکہ محض رضائے الٰہی کے لئے ہوتی ہے۔ ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور ان کو نور کے منبروں پر بٹھایا جائے گا اور اس دن جب کہ سب کے حوصلے پست ہو رہے ہوں گے' سب پر خوف وہراس طاری ہو گا اور اپنے اپنے حساب کا غم کھا رہا ہو گا' ان پر کوئی خوف ہو گا نہ ان کے چہروں پر رنج وغم کا اثر پایا جائے گا۔" (ابوداؤد' البیوع: باب فی الرھن ح ۳۵۲۷)

جامع ترمذی میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پکارے گا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ آج ان کی کتنی عزت افزائی اور قدر و منزلت ہو رہی ہے' ارشاد ہو گا کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا میں ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے' آئیں آج جبکہ کہیں سایہ کا نام نہیں' انہیں اپنے سایہ میں جگہ دیتا ہوں۔ (مسلم' البر والصلة' باب فی فضل الحب فی اللہ ح ۲۵۶۶)

ان احادیث صحیحہ سے اندازہ لگا لیجئے کہ ہمیں باہمی محبت والفت کی کتنی تعلیم دی گئی ہے اور اس پر کیا کیا اجر و ثواب بتایا گیا ہے' مگر افسوس ہے کہ دور حاضر کے مسلمان پر اس کا کوئی اثر نہیں۔ وہ بجائے محبت اور مودت کے نفرت اور عداوت مول لے رہا ہے اور دیدہ دانستہ (جان بوجھ کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ کہاں وہ لوگ جو دشمن تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بھائی بھائی ہو گئے اور کہاں ہم کہ باہر تو دوست ہوتے ہیں مگر مسجد میں آکر دشمن بن جاتے ہیں' آہ

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ

**

﴿ ۵۲ ﴾

جنت سے محرومی

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلَا بَخِيلٌ وَلَا مَنَّانٌ[1]

ترجمہ: "دھوکے باز، بخیل اور احسان جتانے والا، یہ تینوں قسم کے لوگ جنت میں نہ جائیں گے۔"

تشریح: سب جانتے ہیں کہ دھوکا فریب بری چیز ہے اگر آپ کو کوئی دھوکہ یا فریب دے تو آپ کو کتنا رنج ہو؟ اور رنج کے علاوہ بسا اوقات اس سے بہت بڑا مالی نقصان بھی پہنچ جاتا ہے اور دھوکہ دینے کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ کسی کو نقصان پہنچایا جائے۔ ایک دوکاندار سودے میں اپنے گاہکوں اور خریداروں کو دھوکا دیتا ہے، دکھاتا کچھ ہے دیتا کچھ ہے، تولنے یا ماپنے میں چالاکی کرتا ہے یا اچھی اور بری چیز ملا کر دیتا ہے تو اس سے اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ مجھے فائدہ ہو اور دوسروں کو نقصان۔

ایک آدمی رشتہ ناطہ کے معاملہ میں کسی کو دھوکہ دے جاتا ہے۔ ایک گفتگو میں

---

(۱) ترمذی، البر والصلۃ، باب ماجاء فی البخیل ح ۱۹۶۳ میں الفاظ کی تقدیم و تاخیر ہے۔ یہ الفاظ مسند احمد ۱/ ۷ میں ہیں۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاف گوئی کی بجائے پیچیدہ بات کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ دوسرا سمجھ نہ سکے اور دھوکہ کھا جائے' ایک کسی سے وعدہ کرتا ہے' اور نیت ایفا کی نہیں بلکہ دھوکہ دینے کی ہوتی ہے' غرضیکہ دنیا میں بیسیوں قسم کی فریب کاریاں اور دغابازیاں ہیں جو ایک دوسرے سے کی جارہی ہیں اور جن کو ہم سب جانتے پہچانتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اسی قسم کے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ جنت میں نہ جا سکیں گے۔

اسی طرح بخل بھی ایک عیب ہے اور بہت برا عیب ہے حضور ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ کسی مسلمان میں یہ عیب پایا جائے۔ اگرچہ بخل تمام مذاہب اور ادیان میں برا سمجھا گیا ہے اور کوئی ہندو' سکھ' عیسائی بھی اسے پسند نہیں کرتا اور سب ہی صدقہ' خیرات کرنے کو افضل ترین عمل مانتے ہیں' مگر اسلام نے تو بخل اور بخیل کے متعلق بڑا سخت فتویٰ دیا ہے کہ جو بخیل ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا

؎ بخیل اربود زاہد وبحر وبر
بہشتی نباشد بحکم خبر

مطلب یہ کہ مومن بخیل نہیں ہوتا اور جو بخیل ہو وہ مومن نہیں ہو سکتا' یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہیں' اگر ایک ہوگی تو دوسری نہ ہو گی' دوسری ہو گی تو پہلی نہ ہوگی۔ جس طرح مچھر اور ہوا جمع نہیں ہو سکتے۔ جیسے

؎ وہ ہوں گے ہم نہ ہوں گے
ہم ہوں گے وہ نہ ہوں گے

بخیل وہ ہے جو روپیہ پیسا تو رکھتا ہے مگر اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا' کسی غریب مسکین اور قومی ادارے' انجمن یا مسجد میں چندہ کی ضرورت ہے وہ اس ضرورت کو محسوس کرتا ہے مگر کچھ نہیں دیتا' تبلیغ اسلام وقومی نظم ونسق یا جہاد کے لئے چندہ کی ضرورت ہے مگر وہ ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ کوئی بھوکا' پیاسا' یتیم' مسافر اس کے دروازہ پر آجاتا ہے مگر وہ آنکھ اٹھا کر بھی اس کی طرف نہیں دیکھتا' الغرض جو اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت کو صرف اپنی ہی ملک سمجھتا ہے اور اس میں اسلام' قوم اور ملک کا کوئی حصہ تصور نہیں کرتا وہ بخیل ہے اور یہ بخیل کی پہلی سٹیج ہے اور جو شخص جمع کرنے کا اتنا عادی ہو چکا ہے کہ اپنی ذات پر بھی خرچ نہیں کرتا' نہ اچھا کھاتا ہے نہ اچھا پہنتا ہے اور دوسروں کا حق سلب کرنے کے علاوہ اپنا حق بھی اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ (تجھ پر تیری جان کا بھی حق ہے) سلب کر رہا ہے تو یہ بخل کی آخری اسٹیج پر پہنچ چکا ہے اور دائرہ اسلام سے بہت دور جا چکا ہے۔

گو بخل کی کئی قسمیں اور کئی صورتیں ہیں مگر اس کی جامع تعریف یہی ہے کہ استطاعت رکھنے اور ضرورت محسوس کرنے کے باوجود ہر اس موقعہ پر خرچ نہ کیا جائے جس کا شریعت نے حکم دے رکھا ہے' وہ ضرورت قومی ہو یا ملی' دینی ہو یا دنیوی' اپنی ہو یا کسی دوسرے بھائی کی' ایسے موقع پر جو جمع کرے اور خرچ نہ کرے وہ بخیل ہے' خواہ کوئی ہو۔

اب تیسرا نمبر احسان جتانے والے کا ہے نیکی کر کے احسان جتانا بھی ممنوع ہے۔ اس محسن کا اجر جاتا رہتا ہے اور جس پر احسان کیا جاتا ہے اس کے دل سے محسن کا وقار اٹھ جاتا ہے اور وہ دوسروں کی نظروں میں ایک خسیس (پست' کمینہ) اور ذلیل آدمی بن جاتا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب تم کسی سے کوئی نیکی کرو تو پھر کبھی اس کا اظہار نہ کرو"۔ (مستدرک حاکم ۲ / ۲۸۳)

اسی لئے یہ جملہ مشہور ہو گیا ہے کہ نیکی کر دریا میں ڈال۔ مطلب یہ کہ جب اس نیکی کا اجر اور ثمرہ تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے تو پھر دوسروں پر اس کے اظہار کی ضرورت کیا؟ نیز اس میں یہ تلقین بھی ہے کہ جب تم کسی سے کوئی نیک سلوک کرو یا احسان کرو تو اس سے کسی معاوضہ کی توقع نہ رکھو' بلکہ ہمیشہ خالق کی رضا حاصل کرنے کے لئے مخلوق کی خدمت کرو کہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے یہی حکم دیا گیا ہے پس یاد رکھو کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

؎ دھوکہ دیتا ہو کوئی یا ہو بخیل
کرتا ہو احسان جتا کر جو ذلیل
حکم خالق ہے یہ تینوں آدمی
جانے پائیں گے نہ جنت میں کبھی

**

﴿۵۳﴾

تکبر کی نحوست

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ [1]

ترجمہ "وہ شخص جنت میں داخل نہ ہو گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر و غرور ہو گا"۔

تشریح اسلام عجز و انکسار اور فروتنی (عاجزی) کی تعلیم دیتا ہے اور کبر و گھمنڈ اور غرور سے ہمیں روکتا ہے' چونکہ تکبر بہت بری چیز ہے اور اس سے متکبر مورد عتاب (عذاب کا حقدار) بن جاتا ہے

؎ تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

تکبر کی تعریف یہ ہے کہ آدمی اپنی بڑائی' خود نمائی اور خود ستائی کرے اور

---

(۱) مسلم' الایمان' باب تحریم الکبر و بیانہ ح ۹۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کو حقیر' ذلیل اور کمتر تصور کرے۔ تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے' حسب نسب میں بھی تکبر پیدا ہو جاتا ہے' حسن وجمال پر بھی غرور پیدا ہو جاتا ہے' جوانی' طاقت اور قوت میں بھی گھمنڈ آجاتا ہے' علم وفضل اور تقویٰ و زہد پر بھی ناز کیا جا سکتا ہے۔ دولت اور ثروت کی فراوانی بھی نخوت پیدا کر دیتی ہے' بچے بچوں میں فخر ومباہات (بڑائی کا اظہار) کرنے لگتے ہیں' عورتیں عورتوں میں اترایا (فخر) کرتی ہیں اور بڑے بڑوں کے تو کہنے ہی کیا؟ الغرض کبر کا مرض اتنا عام ہو گیا ہے کہ جب کسی کو لاحق ہو جاتا ہے تو اپنی ہستی بھول جاتا ہے۔ ذوق نے کیا خوب کہا ہے

؎ اس بے بسی پہ ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

دنیا میں سب سے پہلا متکبر شیطان ہوا ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو حقیر جانا' ان کی اصلیت کو کمتر اور اپنی ذات کو بالا تر سمجھا' پھر جو کچھ اس کا اثر ہوا ساری دنیا جانتی ہے

؎ زخود بنی ابلیس مردود شد
کف خاک افتادہ مسجود شد

پس اب بھی جو متکبر ہو گا وہ شیطان کا پیرو اور چیلا سمجھا جائے گا' خصوصاً حسب نسب پر فخر کرنے والا' خاندانی عظمت پر اترانے والا سید' مغل' پٹھان اور راجپوت وغیرہ کہلا کر دوسروں کی تحقیر کرنے والا خاص شیطان ہوتا ہے

؎ کیوں عز و حشم والے مغرور ہوئے اتنے
انجام بلندی کا آخر وہی پستی ہے

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان کسی حیثیت سے بھی کسی پر فخر نہ کرے۔ نہ کوئی عربی کسی عجمی پر فخر کرے' نہ کوئی اونچی ذات والا (جاٹ' چوہدری' سید وغیرہ) کسی کمین ذات اچھوت وغیرہ پر فخر کرے۔ نہ کوئی سفید کسی سیاہ پر' نہ کوئی خوبصورت کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدصورت پر ناز کرے (مسند احمد ۴۱۱/۵' والبیھقی کما فی الدرر المنثور ۵۷۹/۷)

؎ چار دن کے حسن پر اتنا غرور
چاندنی ہوتی ہے کے دن کے لئے

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان بظاہر کبر وغرور سے کام نہیں لیتا مگر اس کی نقل وحرکت سے کبر آشکارا ہو جاتا ہے' مثلاً حضور ﷺ ہی نے فرمایا ہے کہ:

"اگر کوئی شخص اپنا تہبند' پاجامہ یا پتلون ٹخنوں سے نیچے رکھے تو وہ متکبر ہوتا ہے"۔ (بخاری' اللباس' باب من جر ازارہ من غیر خیلاء ح ۵۷۸۴۔ مسلم' اللباس' باب تحریم جر الثوب خیلاء ح ۲۰۸۵)

جیسا کہ بڑے بڑے چوہدری اور خان صاحب اپنا تہبند پاؤں کے نیچے لٹکائے پھرتے ہیں۔ پھر یہ بھی ارشاد ہوا کہ اگر کوئی کھانے پینے میں داہنے ہاتھ کی بجائے بایاں ہاتھ استعمال کرے تو یہ بھی کبر کی نشانی ہے' (مسلم الاشربۃ' باب آداب الطعام والشراب ح ۲۰۲۰' ۲۰۲۱) جیسا کہ اکثر لوگ پانی پیتے ہوئے قطعاً اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ گلاس کس ہاتھ میں ہے' اکثر جنٹلمین تو بائیں ہاتھ ہی میں گلاس لے کر پانی یا شربت پی جاتے ہیں۔ بعض احباب چلنے میں اکڑ کر چلتے ہیں' طرہ لمبا رکھتے ہیں' گردن اکڑی رہتی ہے' سینہ تنا رہتا ہے' بوٹ اونچی ایڑی کا پہنا جاتا ہے' ریشمی لباس پسند کیا جاتا ہے' بٹن سنہری لئے جاتے ہیں' یا گھڑی کی زنجیر (چین) سونے کی ہوتا ہے' اس قسم کی باتوں سے ان کا کبر نمایاں ہو جاتا ہے' یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے ان سب امور سے ہمیں منع کر رکھا ہے

؎ دو دن کی زندگی پر نہ اتنا اچھل کے چل
دنیا ہے چل چلاؤ کا رستہ سنبھل کے چل

اچھا کھانا' اچھا پہننا' صاف ستھرا رہنا یہ ممنوع نہیں ہے' آپ قیمتی سے قیمتی لباس پہن سکتے ہیں' اچھے سے اچھا جوتا استعمال کر سکتے ہیں' قیمتی اور بہترین لنگی خرید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہیں مگر اس پر فخر و مباہات نہیں کر سکتے' ممانعت دوسروں کو ذلت کی نگاہ سے دیکھنے کی ہے' حقیر اور کمتر سمجھنے کی ہے۔ کسی پر اترانے اور ناز کرنے کی ہے۔ یہ تکبر ہے' بس اس سے بچنا چاہئے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک بار حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضور! کبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا کہ:

اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ

(مسلم' الایمان' باب تحریم الکبر و بیانه ح ۹۱)

"یعنی تکبر یہ ہے کہ آدمی حق کو قبول نہ کرے' اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھے"۔

اب دوسروں کو کسی جہت (پہلو' جانب) سے بھی حقیر و ذلیل سمجھنے کی تفصیل تو سب کو معلوم ہے' مگر بَطَرُ الْحَقِّ (حق کو قبول نہ کرنا) اس پر بہت کم لوگوں نے توجہ کی ہے۔ حالانکہ کبر کی بنیاد یہی ہے جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کو جانتا ہے مگر مانتا نہیں ہے' سمجھتا ہے مگر ان پر عمل پیرا نہیں ہوتا' وہی اصل متکبر ہے۔

پس مسلمان کی شان یہی ہے کہ وہ ہر آن حق قبول کرنے کے لئے تیار رہے حضور اکرم ﷺ کے کسی حکم سے روگردانی نہ کرے' ہر وقت سر تسلیم خم رکھے کہ افضل اسلام یہی ہے

؎ یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۵۴﴾

مہمان کی تکریم

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ[1]

ترجمہ: "جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے"۔

تشریح: اگرچہ مہمان کی عزت کا رواج ہر جگہ رائج ہے اور سب لوگ حتی الوسع یعنی جہاں تک ہو سکے اپنے اپنے طور پر مہمان کی عزت کرتے ہیں۔ مگر اسلام نے خصوصیت کے ساتھ یہ حکم دے دیا کہ تم مہمان کی عزت و تکریم رواجانہ کیا کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا کرو کہ تمہیں اس پر بھی اجر ملے گا۔

عام طور پر مہمان اسے سمجھا جاتا ہے' جو واقف آشنا یا رشتہ دار ہو' کسی دوست' عزیز کا فرستادہ (بھیجا ہوا) ہو۔ جو ناواقف اور مسافر ہو ہم اسے مہمان تصور نہیں کرتے' نہ اس کی کوئی عزت و تکریم کرتے ہیں' نہ اس کے لئے ہم اچھا کھانا پکاتے ہیں' نہ کسی قسم کا تکلف کرتے ہیں' مگر جس سے کچھ غرض ہوتی ہے یا تعلق ہوتا ہے' اس کے لئے اپنی بساط اور طاقت سے بڑھ کر تکلف کرتے ہیں اور اس کی خوب

---

(۱) (بخاری' الادب' باب من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یوذجارہ ح ۶۰۱۸' ۶۰۱۹۔ مسلم' الایمان' باب الحث علی اکرام الجار والضیف ..... ح ۴۷ و ح ۴۸ بعد ۱۷۲۶ فی اللقطۃ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضیافت (مہمان نوازی) کرتے ہیں' جس میں صاف طور پر نمود اور ریا بھی شامل ہوتا ہے' حالانکہ شرعاً یہ ناروا ہے

کیوں نہ ہو تکلیف تکلف میں
وہ بھی آخر ہے ایک خوئے ریا

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہر واقف ناواقف' یگانے اور بیگانے مہمان کی تکریم کرو' اسے جس چیز کی ضرورت ہو مہیا کرو' اپنی طاقت کے موافق اسے اچھے سے اچھا کھانا کھلاؤ۔ اگر وہ مہمان زیادہ دن تک ٹھہرنے والا ہو تو کھانے پینے میں ایسی روش اختیار کرو' جو اخیر تک نبھا سکو۔ ایسا نہ ہو کہ پہلے تو خوب خاطر مدارات ہو اور چند یوم بعد گھبرا جاؤ اور دال روٹی بھی نہ دے سکو۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ ایک بار کسی کے ہاں مہماں ہوئے اس نے بہت تکلف سے کام لیا' آپ نے ہرچند سمجھایا کہ اتنے تکلف کی ضرورت نہیں

اے ذوق' تکلف میں ہے تکلیف سراسر
آرام میں ہیں وہ جو تکلف نہیں کرتے

مگر وہ شخص تکلف سے باز نہ آیا' آپ جب دسترخوان پر بیٹھتے اور انواع واقسام کے کھانے دیکھتے تو ایک آہ سرد لیتے اور فرماتے کہ "آہ' دعوت شیراز" میزبان یہ سمجھتا کہ شاید مہمان نوازی میں کچھ کمی رہ گئی ہے' جو آپ شیراز کی دعوت کو یاد فرما رہے ہیں۔ وہ دوسرے دن اس سے بھی زیادہ تکلف کرتا اور آپ پھر یہی فرماتے کہ "آہ دعوت شیراز۔" بالآخر آپ وہاں سے چل دیئے' کچھ عرصہ بعد اس دوست کو آپ کے ہاں آنے کا اتفاق ہوا اور اس نے جی میں کہا کہ دیکھیں اب دعوت شیراز کیسی ہے جس کی یاد شیخ سعدی رحمہ اللہ کو میرے دسترخوان پر تڑپائے دیتی تھی' جب کھانے کا وقت ہوا تو شیخ صاحب نے حسب دستور وہی کھانا جو روز کھایا کرتے تھے لا کر مہمان کے آگے رکھ دیا اور فرمایا کہ تناول کیجئے۔ مہمانؒ حیران ہوا اور کہنے لگا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت کیا یہی "دعوت شیراز" ہے جس کی یاد میں آپ میرے ہاں دو چار دن بھی نہ ٹھہر سکے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہی وہ دعوت ہے جو آپ کو مسلسل یہاں مل سکتی ہے' آپ جتنا عرصہ چاہیں یہاں قیام فرمائیں' پھر آپ نے فرمایا کہ میرا ارادہ کچھ عرصہ آپ کے ہاں ٹھہرنے کا تھا مگر آپ نے تکلفات کا سلسلہ شروع کر دیا تو میں نے سمجھ لیا کہ اب یہاں زیادہ دن قیام نہیں کر سکوں گا اس لئے میں جلد ہی چلا آیا۔

نبی ﷺ بھی مہمانوں کے لئے کوئی خاص تکلف نہ کیا کرتے تھے کیونکہ ہر بار جو تکلف کیا جائے گا تو میزبان پر یقیناً اس کا بار پڑے گا اور مہمان کا قیام طبعاً (یعنی قدرتی طور پر) اسے ناگوار گذرے گا۔ اس لئے مناسب اور بہتر یہی ہے کہ انسان مہمان نوازی میں ایسی چال چلے جس کو اس کی روانگی تک نبھا سکے۔ مہمان نوازی اگرچہ ضروری ہے مگر آپ نے فرمایا کہ:

"ایک دن رات کی ضیافت لازمی ہے اور تین دن تک سنت ہے اور اس کے بعد صدقہ خیرات"۔ (دیکھئے حوالہ سابق)

یعنی وہ محبت و عقیدت نہیں رہتی بلکہ بطور صدقہ وخیرات کھلانا پڑتا ہے' یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"جب کسی کے ہاں مہمان ہو کر جاؤ تو تین دن سے زیادہ قیام نہ کرو' سوائے اس کے کہ خاص ضرورت اور مجبوری ہو۔

؎ مہمان کے یہ رہے مد نظر
وہ کسی کے پاس ٹھہرے اس قدر
یار بن کر بار خاطر ہو نہ جائے
تنگ اس کا میزباں ہونے نہ پائے

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۵

مؤمن اور چوری؟

لَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (۱)

ترجمہ: "جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا"۔

تشریح: کون نہیں جانتا کہ چوری ایک بہت بڑا جرم ہے اور اس سے امن عامہ میں خلل پڑتا ہے۔ اگر کسی مذہب' کسی قوم اور کسی ملک میں چوری کو جرم قرار نہ دیا جاتا اور اسے روا رکھا جاتا۔ تو پھر آپ دیکھتے کہ اس ملک میں کبھی امن قائم نہ رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ' ہر ملک' ہر قانون اور ہر مذہب میں اسے مذموم قرار دیا گیا ہے اور اس پر کچھ نہ کچھ سزا بھی رکھی گئی ہے۔ اسلام نے سب سے پہلی سزا تو یہ رکھی کہ اے مسلمانو! سن لو اگر تم چوری کرو گے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جاؤ گے' ادھر تم چوری کرو گے ادھر ایمان خارج ہو جائے گا۔

ایمان کوئی مادی چیز تو ہے نہیں' جو نکلتی ہوئی دکھائی دے' تمہارا اپنا ہی ایک قول اور اقرار تھا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کو مانا اور ان کے احکام کو تسلیم کیا' جب تم نے اس کی خلاف ورزی کی تو خود ہی اپنے قول واقرار سے انحراف کیا اور تمہارا قول واقرار (یعنی ایمان) ردی کی ٹوکری میں چلا گیا اور تم کورے کے کورے رہ گئے۔ پھر اگر کوئی شخص ایمان جیسی قیمتی چیز کو کھو بیٹھنے کے باوجود بھی اس فعل بد

---

(۱) (بخاری' الاشربة' باب قول الله تعالى (انما الخمر والميسر الخ) ح ۵۵۷۸۔ مسلم الایمان' باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی ح ۵۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے باز نہ آئے اور مسلمان بھی کہلاتا رہے' تو اسلام اسے گوارا نہیں کرتا اور حکم دیتا ہے کہ اسے بدنی سزا دی جائے' پھر سزا بھی ایسی تجویز کی جائے کہ بجائے خود اشتہار کا کام دے اور دوسروں کو اس جرم کے ارتکاب سے روکے۔

چنانچہ اس ضمن میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اگر چوری ۱/۴ (چوتھائی) دینار سے زائد مالیت کی ہو تو چور کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے تاکہ وہ جدھر جائے لوگ اس کا کٹا ہوا ہاتھ دیکھ کر سمجھ لیں کہ اس نے چوری کی تھی"۔ (بخاری' الحدود' باب قول اللّٰہ تعالٰی (والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما) ح ۶۷۸۹۔ مسلم' الحدود' باب حد السرقة ونصابھا ح ۱۶۸۴)

پس اگر ہم نے چوری کی تو یہی حال ہمارا ہو گا' ایک بار ہاتھ کا کٹ جانا اگرچہ کافی سزا ہے اور عمر بھر کی بدنامی کا باعث ہے۔ مگر چوری ایک بہت بری لت ہے' جس کو لگ جائے اور عادت پڑ جائے بہت مشکل سے چھوٹتی ہے (کیونکہ بلا محنت بہت کچھ ہاتھ لگ جاتا ہے۔) چنانچہ فتح الباری میں حدیث نمبر ۶۷۸۹ کے تحت یہ مسئلہ مذکور ہے کہ:

"اگر کوئی اس پر باز نہ آئے اور پھر اسی جرم کا ارتکاب کرے تو پھر اس کا دایاں پاؤں کاٹ دو' علٰی ہذا تیسری مرتبہ کے ارتکاب پر دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا اور چوتھی مرتبہ بایاں پاؤں۔ پس اب لنجا پن رہ جائے گا اور عمر بھر کے لئے اس پیشہ سے ہاتھ دھو بیٹھے گا"۔

لیکن صحیح اسلامی تعزیر کے نفاذ کی صورت میں ایسے واقعات زیادہ نہیں ہوں گے۔ یہ سزا اب بھی اسلامی ممالک میں جاری ہے' سعودیہ میں چوروں کو یہی سزا دیتے ہیں' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سال بھر میں ۲ لاکھ مربع میل کی سلطنت میں صرف چھ سات چوریاں ہوتی ہیں اور بخلاف اس کے ہمارے ملک پاکستان میں کروڑوں روپیہ سالانہ محض حفظ امن کے لئے پولیس پر خرچ ہو رہا ہے۔ ایک ایک جگہ سو سو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوریاں ہو جاتی ہیں۔ چور الگ کھاتے ہیں اور پولیس الگ اور درمیان رابطہ کرانے والے الگ اور معاملہ اسی طرح رہتا ہے۔

حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک بار ایک فاطمہ نامی قریش عورت نے چوری کی' تو اس کے ورثا اور اقرباء نے چاہا کہ تاوان لے لیا جائے اور اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے' چنانچہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی وساطت سے سفارش کی گئی' حضور ﷺ کو بہت رنج ہوا' آپ ﷺ نے ایک اجلاس طلب کیا' پھر خطبہ دیا اور فرمایا۔ کہ اللہ کی قسم! اگر آج فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی اس جرم کا ارتکاب کرتی تو میں یقیناً اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔ لوگو! اللہ سے ڈرو' حدود الٰہیہ کو توڑنے کی کوشش نہ کیا کرو' کیونکہ اس باب میں قطعاً کسی کی سفارش نہیں سنی جا سکتی' چنانچہ آپ ﷺ نے اس عورت کا ہاتھ کٹوا دیا' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد پھر کبھی کسی نے چوری نہیں کی۔ (بخاری' الحدود' باب کراهية الشفاعة فی الحد ح ۶۷۸۸۔ مسلم' الحدود' باب قطع السارق الشريف وغيره ح ۱۶۸۸)

اگر خدانخواستہ حضور ﷺ سفارش قبول کر لیتے اور سزا کم کر دیتے تو پھر یقیناً دوسروں کو چوری کی جرأت ہو جاتی' جیسا کہ آج کل ہو رہی ہے' ایک مجرم دو چار مہینہ کی قید بھگت کر آتا ہے اور پھر چوری کرنے لگ جاتا ہے۔ پس اول تو بچپن ہی سے اس کا انسداد (روک تھام) ہونی چاہئے۔ ہر ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ اپنی اولاد کا جائزہ لیتے رہیں کہ کوئی بچہ اس عادت بد کا عادی تو نہیں بن رہا۔ پھر استاد کا فرض ہے کہ وہ بچوں پر پورا کنٹرول رکھے اور جو بچہ کسی کا قلم' دوات پنسل یا کوئی چیز اٹھائے' اسے قرار واقعی سزا دے۔ تاکہ آئندہ وہ اس قسم کی حرکت نہ کرنے پائے۔ بعض والدین بہت بے اعتنائی (لاپروائی) سے کام لیتے ہیں اور بعض تو الٹے اپنے بچوں کی چوری پر پردہ ڈالتے ہیں۔ یاد رکھو اگر تم نے ابتدا ہی میں اس کا تدارک نہ کیا اور پردہ پوشی سے کام لیا تو اس کا انجام نہ صرف بچوں کے لئے بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے لئے خطرناک ہو گا۔

اردو کی بعض کتابوں میں آپ نے ایک حکایت پڑھی ہو گی کہ ایک بچہ چوری کیا کرتا تھا' ابتدا میں گھر ہی سے اس نے یہ سبق سیکھا۔ کھانے پینے کی چیزیں چوری کر لیتا' ماں خاموش رہتی اور چشم پوشی کرتی۔ پھر سکول سے بچوں کی چیزیں اٹھا لاتا اور گھر میں چھپا دیتا اگر کوئی آکر اس کی ماں سے کہتا تو وہ انکار کر دیتی اور اپنے بچے کے اس فعل پر پردہ ڈال دیتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بچے کی جرأت بڑھتی گئی اور وہ اڑوس پڑوس کی چیزیں بھی چرانے لگا اور بڑا ہو کر بڑی بڑی چوریاں کرنے لگا۔ ایک بار پکڑا گیا۔ حاکم نے سزا دے دی تو کہنے لگا' حضور! ماں سے مل کر ایک بات کہنا چاہتا ہوں اتنی اجازت دے دیجئے' حاکم نے اجازت دے دی' وہ ماں کے قریب جاکر کان میں بات کرنے لگا اور اس کا کان کاٹ لیا' شور مچا' لوگوں نے لعنت ملامت کی' حاکم نے پوچھا' نالائق تو نے یہ گھٹیا حرکت کیوں کی؟ تو اس نے جواباً کہا' حضور! بات یہ ہے کہ اس جرم کی حقیقی مجرم میری ماں ہے کیونکہ جب میں نے گھر ہی سے چوری کا آغاز کیا تھا' تو اس پر اسے چاہئے تھا کہ مجھے روک دیتی' پھر سکول میں میں نے چوری شروع کی تو اس پر بھی اس نے منع نہ کیا' تا آنکہ میں چوری کا عادی ہو گیا اور وہ پھر بھی پردہ پوشی کرتی رہی' حالانکہ یہ جانتی تھی کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟

پس ہم سب کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اپنی اولاد کی چوری بلکہ اس کے کسی عیب پر پردہ نہیں ڈالنا چاہیے اور ہر جرم پر اسے قرار واقعی سزا دینی چاہئے تاکہ وہ سدھر جائے اور اخروی عذاب اور دنیاوی سزا سے بچ جائے۔

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۵۶﴾

رشوت کا گناہ

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ (۱)

ترجمہ: "اللہ کی لعنت ہے رشوت دینے اور لینے والے پر"۔

تشریح: اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے رشوت ستانی کے گناہ کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔ اس لئے کوئی مسلمان نہ رشوت لے اور نہ دے کیونکہ راشی اور مرتشی یعنی رشوت لینے اور دینے والا دونوں یکساں گناہ گار اور یکساں مورد عتاب (یعنی سزا کے حق دار) ہوں گے۔

آپ کہیں گے کہ مرتشی تو اس لئے ملعون ہوا کہ اس نے رشوت لی اور رشوت لینا ایک بدترین فعل اور گناہ کا کام ہے' جس سے عدل وانصاف کا خون ہوتا ہے کیونکہ انسان خواہ مخواہ رشوت کی خاطر دوسروں کا حق غصب کرنے پر اتر آتا ہے۔ مگر راشی (رشوت دینے والا) کیوں ملعون ہے وہ اس لئے ملعون ہے کہ رشوت دینے والا' رشوت لینے والے سے بھی زیادہ مجرم ہے کیونکہ مرتشی کی جرأت کو اسی نے بڑھایا ہے۔ اگر وہ رشوت نہ دیتا اور اس سے انکار کر دیتا تو یقیناً مرتشی بھی مجرم نہ

---

(۱) (ابن ماجه' الاحکام' باب التغليظ فی الحيف والرشوة ح ۲۳۱۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنتا۔ نہ اسے حرام کھانے کی چاٹ پڑتی۔

مرتشی جب رشوت مانگتا ہے تو گویا وہ اس شخص کو ایک گناہ اور برائی کی دعوت دیتا ہے اگر راشی اس دعوت کو مسترد کر دے تو دونوں گناہ سے بچ جاتے ہیں۔ مگر وہ اس دعوت کو اپنے ذاتی اغراض ومقاصد کی خاطر قبول کر لیتا ہے تو گویا وہ خود بھی ایک جرم کرتا ہے اور مرتشی کو بھی مجرم بنا دیتا ہے۔ پس اسی لئے حضور ﷺ نے دونوں کو مجرم قرار دیا ہے۔

موجودہ رائج الوقت قانون میں بھی راشی اور مرتشی دونوں مجرم سمجھے جاتے ہیں اور ہر آئین اور ہر قانون میں مجرم سمجھے گئے ہیں' لہٰذا یہ کوئی عجیب بات نہیں جو اسلام نے بیان کی ہے۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ رشوت دینے والے اور لینے والے کے علاوہ جو درمیان میں ہو کر دلال بنتا ہے اور رشوت دلاتا ہے وہ بھی ان کے ساتھ ہی مجرم اور ملعون بن جاتا ہے۔ (مسند احمد ۲۷۹/۵)

یہ بھی یاد رکھئے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے وہ صرف ذلیل وخوار ہی نہیں ہوتا بلکہ جہنم کی آگ میں بھی جلتا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے خود اس کی تصریح کر دی ہے جیسا کہ طبرانی کے الفاظ ہیں:

اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ۔ (طبرانی فی الصغیر ۲۸/۱)

اور دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ کِلَاھُمَا فِی النَّارِ

"رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنم میں جائیں گے"۔

مشکوٰۃ میں ہے ایک بار حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس قوم میں رشوت کا دروازہ کھل جاتا ہے اس کی ہوا اکھڑ جاتی ہے اور وہ دنیا میں ذلیل وخوار ہو جاتی ہے (مشکوٰۃ' الحدود' حدیث ۳۵۸۲' مسند احمد ۲۰۵/۳)

؎ کھل گیا جس قوم میں رشوت کا باب
پھر تو چھا جاتا ہے اس پر رعب و داب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشوت ستانی اگرچہ ہر مذہب میں مذموم اور قانون میں جرم قرار دی گئی ہے مگر جس خوبی اور جس طریق سے اسلام نے اس کا انسداد کیا ہے کوئی دوسرا نہیں کر سکا۔ کسی نے بند و قید کی سزا دے دی کسی نے نوکری اور ملازمت سے برطرف کر دیا۔ مگر اسلام کہتا ہے کہ رشوت دینے اور لینے سے تمام اعمال ضائع اور نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں اور جہنم میں جانا پڑتا ہے..... اب کوئی مسلمان ایسا ہے؟ جو اللہ کی الوہیت کا اقرار کرے اور حضور ﷺ کا دم بھرے' نماز پڑھے' حج کرے' روزے رکھے اور پھر محض اس تھوڑے سے نفع کے لئے جو عارضی ہے اپنے کئے کرائے پر پانی پھیر لے اور جنت کو چھوڑ کر جہنم میں چلا جائے۔

سوال ہو سکتا ہے کہ رشوت کو اس قدر سنگین جرم کیوں قرار دیا گیا ہے جس سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں اور جہنم واجب ہو جاتا ہے۔ غور کرنے سے بآسانی پتہ چلتا ہے کہ رشوت دینے لینے سے بے شمار لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہے کسی کی عزت و آبرو جاتی ہے' کسی کو مالی اور جانی نقصان پہنچ جاتا ہے' کسی پر ظلم ہوتا ہے' لینے والے کا دل سخت ہو جاتا ہے' رحمدلی کا مادہ مفقود ہو جاتا ہے' عدل و انصاف چھوٹ جاتا ہے' اور سارے نظام عالم میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے چونکہ حقوق اللہ سے حقوق العباد کی نگرانی اور حفاظت کی زیادہ تاکید کی ہے اس لئے جن جن امور سے حقوق العباد کی تباہی اور بربادی کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے' ان کو سنگین جرم قرار دے دیا ہے۔

رشوت کے متعلق یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ کیسے دی جاتی ہے اور کیونکر دی جاتی ہے؟ آج پاکستانی دور حکومت میں وہ کونسا محکمہ ہے جس میں رشوت ستانی نہیں؟ ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ افسر تک تقریباً سبھی کارکنان حکومت اس مرض میں مبتلا ہیں' دیوانی عدالت میں جاؤ یا فوجداری میں' محکمہ مال میں جاؤ یا پولیس میں' رشوت کے سوا تم بات نہیں کر سکتے۔ اگر آپ کسی محکمہ میں ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو رشوت دیئے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ رشوت کی بجائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا نام ہدیہ یا تحفہ رکھ لیں' اسے ڈالی کہہ لیں' نذر ونیاز قرار دے لیں' چائے پانی یا پان سگریٹ نام رکھ لیں۔ بہرحال جس مقصد کے لئے آپ دیتے ہیں اور جس غرض کے لئے لینے والا لیتا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ رشوت ہے۔ اگر اسے مجھ سے یہ کام نہ ہوتا تو یقیناً نہ یہ تحفہ پیش کرتا اور نہ گھر بیٹھے میرے پاس نذر ونیاز لاتا۔ رشوت بہرحال رشوت ہی ہوتی ہے اور فریقین کا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ رشوت ہے' پس ایسی ہی رشوت کے لئے ارشاد ہوا ہے کہ وہ بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔

**

۵۷

محبوب ترین عمل

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ[1]

ترجمہ "اللہ تعالیٰ کے ہاں پیارا عمل وہ ہے جس میں مداومت (ہمیشگی) پائی جائے خواہ وہ تھوڑا ہی ہو"۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ عمل وہی اچھا ہوتا ہے جو ہمیشہ کیا جائے۔ بعض لوگ وعظ سنتے ہیں تو متاثر ہوجاتے ہیں اور کوئی عمل جس کے متعلق وعظ سنا تھا شروع کر دیتے ہیں مگر چند دن کے بعد چھوڑ دیتے ہیں' حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ

---

(۱) (بخاری' اللباس' باب الجلوس علی الحصیر و نحوہ ح ۵۸۶۱۔ مسلم' صلاۃ المسافرین' باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل ح ۷۸۳ واللفظ لہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے اعمال جو کبھی کئے جائیں اور کبھی چھوڑ دیئے جائیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہوتے ہیں۔ وہ تو انہیں لوگوں پر خوش ہوتا ہے جو کام کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اعمال کا اجر دیتا ہے' جو ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔

مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ ایک شخص نے کسی کے کہنے پر نماز شروع کی' مگر چند یوم پڑھ کر چھوڑ دی' کسی نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کی اور پھر ترک کر دی' ایسے بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں مسلمان ہیں جو دو چار دن کام کرتے ہیں' پھر چھوڑ بیٹھتے ہیں..... اسلام چونکہ تعطل (ترک' خلا) اور جمود وسکون کا مخالف ہے اور فعال (متحرک' سرگرم' عملی) مذہب ہے اور حرکت ہی میں برکت (فائدہ) سمجھتا ہے اس لئے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی مسلمان اپنی عملی قوت کو ضائع کر دے اور کھو بیٹھے' اس لئے وہ بار بار اعمال ہی کی تلقین کرتا ہے اور اعمال ہی کی تعلیم دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل کو لازم و ملزوم (ایک دوسرے کے لئے ضروری) قرار دیا ہے اور قرآن کریم میں جہاں ایمان کا ذکر ہے وہاں عمل صالح کی قید بھی لگا دی ہے اور فرما دیا ہے کہ ایمان بلا عمل نامنظور ہے۔

ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَدْوَمُھَا وَ اِنْ قَلَّ "کہ تم جو کام کرو ہمیشہ کرو' اگرچہ تھوڑا ہی ہو" (ابن ماجه' الزهد: باب المداومة على العمل' ح ۴۲۴۰ بلفظ خير العمل ادومه وان قل) ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں' خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا وَ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ معنی قریب قریب وہی ہے۔ اب مثال سے سمجھئے مثلاً تم صدقہ دینا چاہتے ہو ایک بکرا اللہ کی راہ میں دے دو' چار دیگیں چاول پکاؤ اور غرباء میں بانٹ دو' تم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں مگر بہتر یہی تھا کہ تم ایک ہی دن کھلانے کی بجائے کسی مسکین کو مسلسل روزانہ روٹی کھلاتے رہتے' تاکہ اس بے چارے کے کچھ دن بآسانی کٹ جاتے۔ اسی طرح آپ پانچ ہزار روپیہ صدقہ دیتے ہیں اور ایک ہی دن میں اِدھر اُدھر بانٹ دیتے ہیں' بہتر ہوتا کہ آپ کسی یتیم مسکین کا دو چار سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کر دیتے اور مسلسل اسے دیتے رہتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح آپ گھنٹہ روزانہ دو گھنٹہ کوئی وظیفہ پڑھتے ہیں اور چالیس دن کے بعد چھوڑ دیتے ہیں بہتر ہوتا کہ آپ اسے دس منٹ روزانہ پڑھتے اور ہمیشہ کے لئے جاری رکھتے۔

علیٰ ھذا القیاس بیسیوں کام ہیں جو مسلمان کرتے ہیں مگر عارضی' ہنگامی اور وقتی طور پر کرتے ہیں' حضور ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان جب کوئی کام کرے تو ہنگامی اور وقتی نہ ہو بلکہ اس میں مداومت اور ہمیشگی پائی جائے اور استقلال سے اسے جاری رکھا جائے

؎ ہیں وہی اعمال خالق کو پسند
تم رہو جن پر ہمیشہ کاربند

مسلمانوں کے بیسیوں ادارے اور سینکڑوں انجمنیں آپ کو ایسی ملیں گی جو کسی اہم ضرورت کی بنا پر جاری ہوئیں' نہایت مفید کام انہوں نے شروع کئے مگر چند دن کے بعد جوش مٹ گیا اور کام وہیں کا وہیں رہ گیا۔

آپ نے اقتصادی اور کاروباری نقطہ نگاہ سے کام شروع کیا وہ چل نکلا مگر کچھ دنوں بعد ذرا نرم ہوا اور آپ نے وہیں اس کو چھوڑ دیا' یہ سب عمل اس کے تحت آتے ہیں' کہ کیوں آپ نے مستقل مزاجی سے کام نہیں لیا؟

یہ حدیث استقلال کا سبق دیتی ہے' خواہ وہ عبادات میں ہو یا معاملات میں' مسلمان جو کام بھی کرے مستقل مزاجی سے کرے' ہنگامی جوش' دفع الوقتی (وقت گزارنا) مسلمان کا شیوہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس سے نہ دین کا فائدہ ہوتا ہے نہ دنیا کا۔

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۸

صبر و شکر کی اہمیت

اَلاِیْمَانُ نِصْفَانِ فَنِصْفٌ فِی الصَّبْرِ وَ نِصْفٌ فِی الشُّکْرِ[1]

ترجمہ: "ایمان کے دو حصے ہیں نصف صبر میں ہے اور نصف شکر میں"۔

تشریح: ہمیشہ انسان کی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں' خوش حالی یا بد حالی۔ یعنی یا تو وہ عیش و عشرت اور چین و راحت کی زندگی بسر کرتا ہے یا تکلیف و مصیبت اور بھوک اور ننگ کی۔ یا وہ صحیح و سالم ہوتا ہے یا بیمار ہو جاتا ہے۔ قوی ہیکل اور زور آور ہوتا ہے یا پھر کمزور و نحیف۔ بہرحال کسی حیثیت میں بھی دو حالتوں سے باہر نہیں ہوتا' خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان' ایماندار ہو یا بے ایمان' اسے مذکورہ دو ہی حال میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک مومن اور مسلمان کے لئے دونوں حالتیں مفید اور نفع بخش ہوتی ہیں کسی حالت میں بھی اسے نقصان نہیں ہوتا۔ وہ اگر خوشحال ہو گا دولت مند ہو گا' آرام کی زندگی بسر کر رہا ہو گا تو وہ شکر گزار ہو گا اور شاکرین میں لکھا جائے گا کیونکہ بمطابق قرآن مجید صابرین جنت میں جائیں گے۔ اسی طرح اگر وہ تکلیف میں ہو گا مریض ہو گا یا کلفت کی زندگی بسر کر رہا ہو گا تو وہ صبر کر کے اجر پائے

---

(1) (بیہقی فی شعب الایمان ۷ ۱۳۳ ح ۹۷۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا اور صابرین میں لکھا جائے گا اور بمطابق قرآن مجید صابرین بھی جنت میں جائیں گے۔ پس مسلمان کے لئے دونوں صورتوں میں نجات ہی نجات ہے بشرطیکہ وہ صبر و شکر کا عادی ہو جائے۔ اور شکر کی حکمت سمجھ لے اور پھر وہ یقیناً کہہ اٹھے گا کہ واقعی نصف ایمان صبر میں ہے اور نصف شکر میں۔

ع صبر ہے ایمان آدھا اور آدھا شکر ہے

کسی نعمت پر شکر ادا کرنا اگرچہ بہت آسان ہے مگر فی زمانہ تو ہم سے یہ بھی نہیں ہو رہا۔ اللہ تعالیٰ کے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں انعامات ہیں جن سے ہم بہرہ مند ہو رہے ہیں۔ مگر اس کی شکر گزاری تو درکنار الٹے ناشکری کرتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا ہے

شکر نعمت قدرتت افزوں کند
کفر نعمت از کفت بیروں کند

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کو گننا چاہیں تو گن نہیں سکتے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (سورۃ ابراہیم: ۳۴)

اور اتنے کثیر انعامات کا شکریہ ادا کرنا چاہیں تو پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے۔

ہم عطیات خداوندی مثلاً آنکھ' کان' دل' دماغ غرض کس کس نعمت کا شکریہ ادا کریں۔ اور کس طرح کریں۔ علاوہ ازیں کھانے پینے کی چیزیں دیکھیں کس افراط سے پیدا کی ہیں اور کس دریا دلی سے بخشی ہیں' غرضیکہ

کرے جس قدر شکر نعمت وہ کم ہے
مزے لوٹتی ہے زباں کیسے کیسے

اور پھر لطف یہ کہ ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص ہماری نعمتوں کا شکر ادا کرے گا یعنی انہیں بے موقعہ اور بے محل استعمال نہیں کرے گا' اور ان کی عطا پر ہمارا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان مانے گا اور انہیں محض اپنی محنت یا قوت بازو کا نتیجہ نہ سمجھے گا ہم اس شکر کرنے پر اسے مزید انعامات سے نوازیں گے اور اس شکر کے صلہ میں جنت عطا فرمائیں گے

؎ خداوند ازاں بندہ شاداں بود
کہ راضی بہ کردار یزداں بود

پس ایک مسلمان اور ایمان دار کی شان یہ ہے کہ جب اسے کچھ ملے تو الحمد للہ کہے اور اللہ کا شکر بجالائے اور اگر تنگی ترشی یا کوئی مصیبت پیش آئے تو صبر سے کام لے۔ غرض کسی حال میں بھی شکوہ و شکایت کے الفاظ منہ پر نہ لائے

؎ اے دل صبور باش و مخور غم کہ عاقبت
ایں شام صبح گردد و ایں شب سحر شود

حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان کو کوئی دکھ درد' کوئی بیماری' کوئی اذیت' کوئی رنج و غم' کوئی حزن و ملال کوئی ایذا نہیں پہنچتی یہاں تک کہ اسے کانٹا بھی نہیں لگتا مگر اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (بخاری' المرضٰی' باب ماجاء فی کفارۃ المرض ح ۵۶۴۰ مطلب یہ کہ وہ صبر کرتا ہے اور اس سے اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا کہ بخار مومن کے گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو جلا دیتی ہے' (مسلم' حوالہ سابق ح ۲۵۷۵ لیکن اس میں ہے کہ جس طرح زنگ لوہے کو کھا جاتا ہے)۔ مگر شرط یہاں بھی وہی ہے کہ وہ صبر و برداشت سے کام لے۔ اللہ کا گلہ شکوہ نہ کرے اور مرض و تکلیف کو ایک امتحان سمجھے اور رضائے الٰہی پہ راضی رہے۔

ایک بار حضور ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ قبرستان میں ایک قبر پر بیٹھی رو رہی ہے اور آہ و بکا کر رہی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا صبر کر اب رونے پیٹنے سے کچھ حاصل نہیں۔ وہ حضور ﷺ کو پہچان نہ سکی۔ کہنے لگی۔ جی ہاں! اگر آپ کو بھی ایسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوٹ لگے اور صبر کریں تو جانوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا! جی' کھول کر رو لے اور جتنا جی چاہتا ہے پیٹ لے۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے تو کسی نے کہا۔ نادان! جانتی ہے' یہ کون تھے؟ یہ تو سرور عالم ﷺ تھے اور تو جواب دے رہی تھی۔ اب وہ اپنے مردہ کا صدمہ تو بھول گئی اور حضور ﷺ کی شان میں جو گستاخی ہو گئی تھی اس کی معافی مانگنے کے لئے پیچھے پیچھے دوڑی۔ اور حاضر ہو کر عرض کیا حضور ﷺ میں آپ ﷺ کے ارشاد پر صبر کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ وقت نکل گیا ہے۔ اگر اس وقت صبر کر لیتی تو اجر ملتا۔ اب رونے پیٹنے کے بعد صبر کیسا؟

اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ صَدْمَةِ الْاُوْلٰی

"صبر تو وہی ہوتا ہے جو چوٹ لگتے ہی کیا جائے"۔ (بخاری' الجنائز' باب زیارة القبور ح ۱۲۸۳۔ مسلم' الجنائز' باب فی الصبر علی المصیبة عند اول الصدمة ح ۹۲۶)

جب رو پیٹ کر دل کی بھڑاس نکال لی تو پھر صبر چہ معنی دارد؟ اب تو خود ہی دل میں سکون پیدا ہو جائے گا۔ کسی عزیز کے مرنے پر رونا اور آنسو بہانا ممنوع نہیں یہ تو فطرتی محبت کا تقاضا ہے۔ حضور ﷺ نے پیٹنے' بین کرنے' آہ و بکا' سینہ کوبی' بال نوچنے' کپڑے پھاڑنے' اونچی آواز نکالنے اور گلہ شکوہ کرنے سے منع فرمایا ہے اور ان جملہ امور کو حرام قرار دیا ہے۔ (بخاری' الجنائز' باب لیس منا من شق الجیوب ح ۱۲۹۴۔ مسلم' الایمان' باب تحریم ضرب الخدود و شق الجیوب ح ۱۰۳) کیونکہ یہ سب کام صبر کے منافی ہیں جو اجر و ثواب سے محروم کر دیتے ہیں۔ پس ایسے وقت میں رنج و غم کا ضبط کرنا اور صدمہ و تکلیف پر قابو پا لینا اصل صبر ہے اور اسی کو تحمل و بردباری کہا جا سکتا ہے۔

؎ ہست پاکاں را ترقی در تحمل بیشتر
صبر بخشد رتبہ پیغمبری ایوب را

ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کی بھلائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہے تو اس کو کسی دکھ درد میں مبتلا کر دیتا ہے (بخاری' المرضیٰ' باب ماجاء فی کفارۃ المرض ح ۵۶۴۵) جس پر وہ صبر کرتا ہے۔ اور وہ اسی صبر کی وجہ سے بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو اللہ کا پیارا ہوتا ہے اسے زیادہ آزمایا جاتا ہے۔ وہ مصائب و تکالیف میں پھنسا رہتا ہے اس پر بھی وہ راضی برضا رہتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے۔

؎ آرام کچھ کہیں نہ کہیں مل ہی جائے گا
زیر فلک نہیں ہے تو زیر زمیں سہی

**

۵۹

یتیم کی کفالت کا ثواب

اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا[1]

ترجمہ: "میں اور یتیم کا کفیل جنت میں اکٹھے ہوں گے"۔

تشریح: اگرچہ قرآن کریم نے بھی یتیم پروری کی تلقین فرمائی ہے۔ مگر حضور ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ یتیموں کی کفالت کریں اور ان کی اسی طرح پرورش و تربیت کریں جس طرح اپنے بچوں کی کرتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

---

(۱) (بخاری' الادب' باب فضل من یعول یتیماً ح ۶۰۰۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو شخص کسی یتیم کا کفیل بن جائے اور اپنی ساری عمر میں ایک بار کسی یتیم کی کفالت اپنے ذمے لے لے تو وہ شخص اپنے اس عمل کی بدولت نہ صرف جنتی ہو گا بلکہ جنت میں اسے میرا قرب بھی حاصل ہو گا" پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کی دونوں انگلیوں "انگشت شہادت و سبابہ (یعنی درمیانی انگلی) کو" ملا کر فرمایا ھٰکَذَا یعنی وہ اس طرح میرے ساتھ ہو گا۔

(الترغیب و الترھیب ۳/ ۶۷، ۳۴۷)

؎ وہ مومن جو ہو گا کفیل یتیم
وہ ہو گا رفیق رسول کریم
رہے گا قریب آپ کے اس طرح
یہ دو انگلیاں رہتی ہیں جس طرح

غالباً کوئی گھرانہ ایسا نہ ہو گا جس میں کوئی نہ کوئی یتیم نہ ہوتا ہو۔ اگر کسی کا بھائی فوت ہو جائے تو یقیناً اس کا بھتیجا یتیم ہو گا اور اگر بہنوئی فوت ہو جائے تو بھانجے بھانجیاں یتیم ہوں گے۔ غرضیکہ جب آپ کا کوئی عزیز رشتہ دار فوت ہو جائے تو اس کی اولاد یتیم رہ جاتی ہے اور یہ موت و حیات کا سلسلہ ہر جگہ رہتا ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ یتیموں کی دستگیری کرو اور ان کی کفالت اپنے ذمہ لے لو اور نیک نیتی کے ساتھ ان کی پرورش کرو اور جنت میں میرا قرب حاصل کر لو

؎ جو کوئی یتیموں کو دے گا پناہ
وہ ہو گا رفیق رسول الٰہ

یتیم کو پالنا اور اچھی پرورش کرنا بہت بڑی بات ہے کیونکہ اس میں محنت و مشقت کے علاوہ بہت کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

"اگر تم کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرو تو اس کا بھی تمہیں بہت بڑا ثواب ہے" مسند احمد میں ہے اَمْسَحْ رَأْسَ الْیَتِیْمِ (الترغیب والترھیب ۳/ ۳۴۹ و مسند احمد ۲/ ۲۶۳، ۳۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے ارشاد شافع محشر
ہاتھ پھیرو یتیم کے سر پر

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ "اگر کوئی شخص کسی یتیم کے سر پر رحم اور محبت سے ہاتھ پھیرے گا اور اس سے پیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کے بالوں کے برابر اس کو نیکیاں دے گا" یعنی جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پھرا اتنی ہی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج ہوں گی (مسند احمد ۲۵۰/۵، ۲۶۵)

سر یتیم پہ جو ہاتھ پھیرے شفقت سے
تو جتنے بالوں پہ ہاتھ اس یتیم کے گزرے
ملیں گی نیکیاں اتنی ہی اس مسلمان کو
ہمیشہ مومنو یاد رکھو اس حدیث کو

یتیم کی پرورش سے اس پر شفقت کرنے سے دل نرم ہوتا ہے' اس میں لینت پیدا ہوتی ہے۔ وہ اللہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اپنے انجام کو سوچتا ہے۔ اور اپنی زندگی ٹھیک بنالیتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ جس طرح آج یہ باپ کے بغیر رہ گیا ہے کل اسی طرح میرے مرنے کے بعد میری اولاد بھی یتیم ہو گی۔ ایسا نہ ہو کہ جس طرح یہ خستہ و خراب ہو رہا ہے میری اولاد بھی اسی طرح ذلیل و خوار ہو۔ اگر تم آج دوسروں کے بچوں پر رحم کرو گے۔ ان سے محبت اور شفقت کرو گے۔ ان کی کفالت اپنے ذمہ لے لو گے تو یقیناً کل تمہاری اولاد بھی بے آسرا ہو گی اور دوسروں پر سایہ کرنے کی وجہ سے اللہ تمہاری اولاد کو بے سایہ نہ کرے گا۔ تمہاری عمر میں برکت دے گا۔ تمہارے رزق میں وسعت دے گا اور تمہاری اولاد پر بھی اس کا اثر پڑے گا۔

الغرض یتیم پروری سے دنیوی آسائش بھی حاصل ہوتی ہے اور اخروی نجات بھی۔ بخاری شریف میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا یُعَذِّبُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ یَرْحَمُ الْیَتِیْمَ (الترغیب و الترھیب ۳۴۹/۳' بحوالہ طبرانی فی الاوسط ۳۸۲/۹ ح ۸۸۲۳)

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہ دے گا جو دنیا میں یتیموں پر رحم کرتا ہو گا۔"

ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ:

"جنت میں ایک مقام ہے جس کا نام دارالفرح (فرحت و مسرت کا گھر) ہے یہ گھر صرف ان ہی لوگوں کو نصیب ہو گا جو یتیم پرور ہوں گے"۔

(کنز العمال ح ۶۰۰۸' ۶۰۰۹ بحوالہ ابن عدی ۲۰۳/۱)

حضور ﷺ یتیموں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ جہاں کہیں یتیم ہوا حضور ﷺ نے اپنی پناہ میں لے لیا۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میرے باپ کا انتقال ہوا تو میری ماں حضور ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ عبداللہ یتیم ہو گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"غم نہ کر۔ اب محمد (ﷺ) اس کا کفیل ہو گا"۔

(مسند احمد ۲۰۴/۱' ۲۰۵)

حضور ﷺ چونکہ خود بھی یتیم رہ چکے تھے۔ اس لئے یتیموں کی قدر و منزلت کو خوب پہچانتے تھے۔ ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"کسی یتیم کے سامنے اپنے بچہ کے ساتھ پیار نہ کرو کہ کہیں اس کے دل پر چوٹ نہ لگے۔ اگر اپنے بچہ کے ساتھ پیار کرتے ہو تو یتیم کے ساتھ بھی ضرور پیار کرو"۔

یتیم کے مال کی حفاظت اور نگرانی بھی ضروری قرار دی گئی ہے۔ قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم یہ کہہ سکتے ہیں:

"اس کو بڑھانے کی کوشش کرو گھٹانے کی کوشش نہ کرو جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کے سپرد کر دو کیونکہ بلوغت کے بعد یتیمی ختم ہو جاتی ہے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ (ابو داؤد' الوصایا' باب ماجاء متی ینقطع الیتم ح ۲۸۷۳)

جہاں بالغ ہوا لڑکا کہ لڑکی
یتیمی ختم ہو جاتی ہے اس کی

جو لوگ کسی یتیم کے محافظ یا ولی ہوں اور اس کے مال کو کھا رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ ﷻ فرماتے ہیں کہ:

اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ..... (سورۃ النساء: ۱۰)

"وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں"۔

یعنی کسی یتیم کا مال کھانا گویا جہنم کی آگ کھانے اور دوزخ میں جانے کے مترادف ہے۔ خواہ وہ ختم' درود اور صدقہ خیرات ہی کی شکل میں کیوں نہ ہو۔

پس یتیموں کے عام وارثوں اور متولیوں کے علاوہ یتیم خانوں کے ان محافظوں اور منتظمین کو بھی یہ حدیث ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہئے جو محض یتیموں کے نام پر اپنا پیٹ پال رہے ہیں اور یتیموں کی آڑ لے کر خود گل چھرے اڑا رہے ہیں۔ یتیم تو در بدر' کوچہ بکوچہ' دہ بدہ مانگتے پھرتے ہیں اور وہ مزے سے گھر بیٹھے تنخواہ پا رہے ہیں۔

﴿۶۰﴾

دین میں لڑائی جھگڑا

اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْغُلُوِّ فِی الدِّیْنِ[1]

ترجمہ "دین میں غلو (زیادتی) سے بچو۔ تم سے پہلے لوگ دین میں زیادتی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔"

کسی نے خوب کہا۔

کبھی تم نہ کرنا غلو دین میں

اسی سے مٹیں سابقہ امتیں

تشریح آج نزاعات میں مسلمانوں کی جو حالت ہو رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ دینی احکام اور اسلامی مسائل کو آڑ بنا کر فتنہ و فساد برپا ہو رہا ہے۔ گروہ بندی اور پارٹی بازی سے کام لیا جا رہا ہے۔ الگ الگ جماعتیں بن گئی ہیں۔ مساجد جدا جدا ہیں۔ امام الگ الگ ہیں۔ کہیں شیعہ سنی کا جھگڑا ہے۔ کہیں حنفی وھابی کی بحث ہے۔ کہیں بریلوی اور دیو بندی کا تنازعہ ہے۔ کہیں نقشبندی اور چشتی کی جنگ ہے اور نغمہ و سرود اور قوالی کے جواز اور عدم جواز کی بحث ہے۔ کہیں تقلید اور عدم تقلید کی جنگ ہے۔ کہیں آمین اور رفع یدین پر مباحثہ ہے۔ کہیں فاتحہ خوانی کا مسئلہ موجب نزاع بنا ہوا ہے۔ کہیں گیارہویں پر لٹھم لٹھا ہو رہا ہے۔ غرضیکہ جدھر دیکھو ایک طوفان بپا ہے اور ہر شخص یہی دعویٰ رکھتا ہے کہ وہ حق پر ہے اور حق کے لئے لڑتا ہے اور دین ہی کی خاطر مرتا ہے۔

اے کاش! کوئی ان مسلمانوں کو یہ مذکورہ فرمان سنا دیتا اور انہیں حضور ﷺ کی مبارک و مستحکم سنت بتاتا کہ آپ ﷺ تو بچھڑے ہوؤں کو ملانے اور بگڑے ہوؤں کو بنانے کے لئے آئے تھے نہ کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑانے کے لئے۔

(۱) (نسائی' الحج' باب التقاط الحصٰی ح ۳۰۵۹۔ ابن ماجہ' الحج' باب قدر حصٰی الرمی ح ۳۰۲۹) یہ روایت مسند احمد بن حنبل اور مجمع الزوائد ہیثمی میں بھی آتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے دینی مسائل پر لڑنے جھگڑنے سے منع فرمایا ہے اور خصوصیت سے غلو کرنے اور کسی معاملہ میں حد سے تجاوز کر جانے سے روکا ہے اور فرمایا ہے کہ پہلی قومیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ انہوں نے دینی امور میں غلو سے کام لیا اور ایک دوسرے پر زیادتی شروع کر دی۔

محمد بن جعفر رحمہ اللہ کا قول ہے : اِیَّاکُمْ وَالْخُصُوْمَاتِ فِی الدِّیْنِ (فی شعب الایمان للبیھقی ۳۵۴/۶ ح ۸۴۸۹)

ترجمہ "دینی امور میں لڑائی جھگڑا نہ کرو اس سے بچے رہو"۔

افسوس! جس کام سے حضور ﷺ نے ہمیں روکا تھا وہی کام آج ہم کر رہے ہیں اور اتراتے ہیں کہ دین ہی کے لئے کر رہے ہیں۔ اسلام ہی کے لئے لڑ رہے ہیں اور سنت نبوی ہی کو زندہ کرنے کے لئے ٹکڑوں میں بٹ رہے ہیں۔

ہندوستان میں بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں ایسے مقدمے ہوئے جو محض آمین اور رفع یدین پر تھے۔ ایک فریق آمین بالجہر کہنا چاہتا ہے' رفع یدین کرتا ہے دوسرا فریق اسے روکتا ہے۔ باہم جنگ ہوتی ہے مقدمہ عدالت میں جاتا ہے۔ اور ہندو سکھ یا عیسائی مجسٹریٹ حیران ہوتا ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے؟ بالآخر فتاویٰ پیش ہوتے ہیں۔ ان پر تنقیدیں ہوتی ہیں اور آخری ریمارکس عیسائی مجسٹریٹ دیتا ہے جس پر دونوں فریق سر تسلیم خم کر دیتے ہیں یعنی ان کے لئے احادیث نبویہ' تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال آئمہ" تو کوئی سند اور حجت نہیں البتہ عیسائی حاکم کا فیصلہ حجت ہے۔ یہ ہمارے لئے کس قدر شرم کا مقام ہے۔ اس پر ہم سوائے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کے اور کیا کہہ سکتے ہیں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں دو چار نہیں' دس بیس نہیں' سینکڑوں مسائل میں اختلاف رہا مگر جنگ نہ ہوئی۔ فرقہ بندی نہ ہوئی۔ کوئی پارٹی نہ بنی۔ وہ سب آزاد تھے اور ایک دوسرے کے حق آزادی کو تسلیم کرتے تھے۔ اپنے اپنے علم اور اپنی اپنی تحقیق پر عمل کرتے تھے۔ ہاں تحقیق و تفحص میں' تحصیل علم میں پورا پورا زور لگاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قوت صرف کرتے۔ مگر ایک دوسرے کو مجبور نہ کرتے تھے کہ جو میری تحقیق ہے اس کو اپناؤ۔ وہ سب قرآن و سنت کے متبع تھے۔ اور قرآن و سنت کی پیروی کرنے سے جھگڑوں وغیرہ کی نوبت نہیں آتی۔ آج یہی خرابی ہے جو ہم میں پیدا ہوگئی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ دوسرا ہمارے ماتحت رہے جو ہماری تحقیق ہے وہ اس کو بے چون و چرا تسلیم کرے۔ وہ کسی مسئلہ میں ہمارے خلاف نہ چلے۔ اس طرح ہم دوسروں کی علمی آزادی سلب کر لینا چاہتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ہماری آزادی سلب کرتا ہے اور جنگ چھڑ جاتی ہے۔ اگر ان چیزوں کو چھوڑ دیا جائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح سب کو یہ حق دے دیا جائے کہ وہ اپنے اپنے علم اور اپنی اپنی تحقیق کے مطابق عمل کریں اور کسی کو برا نہ کہیں تو آج ہی یہ خصومت (جھگڑا) اور عداوت ختم ہو جائے اور کم از کم حنفی وھابی کی جنگ جو ہماری قوت کو تباہ و برباد اور ملی اتحاد کو پارہ پارہ کر رہی ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔

دیکھو! بیت اللہ میں ہر طریق پر نماز پڑھنے والے موجود ہیں مگر کسی کو کسی سے کوئی اختلاف نہیں۔ بغداد میں، کوفہ میں، بصرہ میں ہر قسم کے لوگ موجود ہیں۔ مگر ہماری طرح نہ لڑتے ہیں۔ نہ جھگڑتے ہیں۔ نہ ایک دوسرے پر مقدمے چلاتے ہیں۔ پھر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم عقل و خرد کے دشمن بنے پھرتے ہیں اور دوسروں کو دیکھ کر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

اقبال رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی، ہوتے جو مسلمان بھی ایک

اس میں کچھ شک نہیں کہ اصولی طور پر مسلمانوں میں کوئی بھی اختلاف نہیں ہے۔ یہ سب لڑائیاں اور جھگڑے محض فروعی مسائل میں ہیں۔ جو جزوی حیثیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں اور جواز و عدم جواز کے درجے میں ہیں۔ یا حد سے حد اولیٰ غیر اولیٰ کا مرتبہ رکھتے ہیں۔

اگر لکھے پڑھے اور تعلیم یافتہ حضرات ذرا سا بھی غور کریں اور تدبر و تفکر سے کام لیں تو آج ہی یہ تمام نزاعیں ختم ہو سکتی ہیں۔ یہ نزاعیں تو محض جہالت کی پیدا وار ہیں۔ جس پر ہمیں فورا توجہ کرنی چاہئے اور دوسری قومیں تو اصولی اختلاف کے باوجود ایک ہوتی جاتی ہیں۔ مگر ہم فروعی اور جزئی اختلاف چھوڑ کر بھی ایک نہیں ہوتے۔ ہاں' اصول میں ترقی نہیں ہونا چاہیے۔ اصول میں بھی اختلاف کا ایک طریقہ ہے' کچھ آداب ہیں' انہیں پیش نظر رکھنا چاہیے' نگاہ بلند اور ظرف وسیع ہو تو کوئی جھگڑا نہیں رہتا۔ دیکھو ہزاروں ائمہ اور بزرگان دین و ملت ہوئے ہیں وہ فروعی اختلاف و آراء کے باوجود ایک دوسرے کے قدر دان رہے۔ باہم احترام کرتے رہے۔ انہوں نے اپنے پیروکاروں کو ایک دوسرے کے خلاف کبھی نہ بھڑکایا۔ فی زمانہ ہمارے علماء نے ایک دوسرے کے خلاف اکسانے اور نفرت پھیلانے کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے یہ تباہ کن ہے' بلکہ یہ دین و ملت کو پارہ پارہ کرنے اور مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کو ختم کرنے کی اسلام دشمن قوت کی ایک چال ہے۔ جسے ہمارے بہت سے لوگ سمجھ نہیں پا رہے۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں بصیرت بھی عطا فرمائے اور بصارت بھی۔

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ ٦١ ﴾

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ[1]

ترجمہ "اعمال کا انحصار نیت پر ہوتا ہے"۔

تشریح اس حدیث میں حضور ﷺ نے تلقین فرمائی ہے کہ مسلمان کی نیت بہت نیک ہونی چاہئے کیونکہ تمام اعمال کی جزا و سزا نیت کے مطابق ہی ملے گی۔ اسلام کہتا ہے کہ ایک کام جو کسی نے کیا ہو بہت نیک ہو اور ساری دنیا اس کو نیک کہتی ہو' مگر کام کرنے والے کی نیت نیک نہ ہو تو جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کام کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔ کیونکہ وہ نیت کو جانتا ہے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کی وساطت سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر عمل کی جزا و سزا نیت پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کام کی ظاہری کیفیت کو نہیں دیکھا کرتا۔ بلکہ اندر کی کیفیت کو دیکھتا ہے کہ وہ کیسی ہے۔ مثلاً ایک شخص اللہ کے نام پر خیرات دیتا ہے۔ کسی انجمن میں بڑھ چڑھ کر چندہ دیتا ہے۔ کہیں مسجد بنوا دیتا ہے' سرائے تعمیر کرا دیتا ہے۔ کنواں لگوا دیتا ہے۔ مگر دل میں اللہ کی رضاجوئی' غریب پروری اور قومی ہمدردی نہیں بلکہ اپنی شہرت اور

---

(۱) (بخاری' بدء الوحی' باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ح ۱۔ مسلم الامارة' باب قولہ صلی اللہ علیہ و سلم انما الاعمال بالنيّة ح ۱۹۰۷) بخاری میں بالنیات اور مسلم میں بالنیة کے الفاظ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناموری مقصود ہے۔ تو یقین رکھو کہ اسے خاک بھی اجر نہیں ملے گا۔ کیونکہ اجر تو نیت پر مبنی ہے۔ اسی طرح ایک شخص وعظ و نصیحت کرتا ہے۔ اصلاحی کتابیں لکھتا ہے۔ بہترین مقالے اور شذرات احاطہ تحریر میں لاتا ہے۔ علم و ادب کے موتی بکھیرتا ہے پر جوش نظمیں پیش کرتا ہے اور مخالفین کے ساتھ مناظرہ کرتا ہے اور انہیں زچ کرتا ہے' اپنی فصاحت و بلاغت اور رسوخ فی العلم سے کام لیتا ہوا حقائق و معارف کے دریا بہا دیتا ہے۔ مگر اس کی نیت اسلام کی برتری اور دین کی اشاعت نہیں بلکہ یہ ہے کہ لوگ میرا لوہا مان لیں۔ مجھے بہت بڑا عالم' واعظ اور لیکچرر سمجھیں تاکہ میرا ستارۂ شہرت آسمان علم و فضل پر بلند نظر آئے۔ یاد رکھئے اس شخص کو اس خدمت کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔ لیکن اگر نیت اچھی ہوئی تو پھر اسے اتنا اجر عظیم ملے گا جس کا اندازہ ہی نہیں۔

ایک شخص درس و تدریس کا کام کرتا ہے۔ ایک طبابت اور ڈاکٹری کرتا ہے۔ یہ دونوں کام عوام کے لئے بہت مفید اور نافع ہیں۔ گو وہ حق الخدمت بھی لیں۔ مگر نیت یہ ہو کہ غریب اس سے نفع اٹھائیں اور مجھ سے جتنی خدمت ہو سکتی ہے اس سے فیض پائیں تو یہ دونوں اجر کے حق دار ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس پاکیزہ نیت سے یہ اونچا درجہ پائیں۔ ورنہ اگر یہ بھی ریاکاری' دکھلاوے اور شہرت کا خیال پیدا کریں تو یقیناً قیامت کے دن اسے کوئی اجر نہیں ملے گا۔

المختصر ہر کام کا انجام خواہ کیسا ہی ہو نیت پر مبنی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

"مومن ہمیشہ اپنی نیت نیک اور صاف رکھے تاکہ اسے ہر کام ہر خدمت پر اجر ملے"۔ (بیہقی فی شعب الایمان ۵/۳۴۲۔ ۳۴۳ ح ۶۸۵۹' ۶۸۶۰)

ایک شخص کھانا کھاتا ہے اور بہت لذیذ و پر تکلف کھاتا ہے۔ مگر مقصد صرف حظ نفس اور زبان کا چٹخارہ ہے۔ اسے لذت تو حاصل ہو گئی مگر مطلق اجر نہ ملے گا۔ بخلاف اس شخص کے جو کھانا کھاتا ہے اور اچھا کھاتا ہے۔ مگر نیت یہ ہوتی ہے کہ اچھا کھا کر طاقتور بنوں گا اور عبادت کر سکوں گا۔ کسی غریب کے کام آؤں گا۔ ملک و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملت کی خدمت کروں گا۔ مجبور و معذور کا کام سرانجام دوں گا۔ پس اسے اس کھانے کا اجر بھی ملے گا اور لطف بھی حاصل ہو جائے گا۔ ایک شخص کپڑے پہنتا ہے اور اچھے اچھے کپڑے پہنتا ہے مگر نیت یہ ہے کہ لوگوں میں میرا احترام ہو۔ مجھے سفید پوش کہا جائے۔ مجھے خوشحال رئیس سمجھا جائے۔ اسے یہ مقصد تو شاید حاصل ہو جائے گا مگر اجر نہیں ملے گا۔ بخلاف اس کے اگر کوئی اچھا لباس پہنے اور نیت یہ ہو کہ میں اس لئے اچھا لباس پہنتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو۔ کیونکہ وہ صاف ستھروں اور پاکبازوں کو پسند کرتا ہے۔ نیز حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ

"اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے"۔ (مسلم' الایمان' باب تحریم الکبر و بیانه ح ۲۶۵)

اور میں اس لئے خوبصورت کپڑے پہنتا ہوں کہ اس کے دربار میں حاضری دوں گا اس کی عبادت کروں گا تو اسے اس لباس پر بھی اجر ملے گا۔

آج کل ورزش اور کھیلوں کا دور اور اسلحے کا زور ہے۔ اگر کھیل اس لئے کھیلا جائے کی صحت بحال رہے۔ غریبوں کے کام آؤں۔ اسلام کا پرچم بلند کروں۔ حدیث نبوی اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ یعنی "قوی مومن ضعیف مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔" (مسلم' القدر : باب الایمان بالقدر والاذعان له' ح ۲۶۶۴) پر عمل کروں۔ زیادہ عبادت کروں۔ زیادہ محنت کروں۔ محنت و مشقت سے حلال روزی کماؤں۔ صحت مند اور تنومند قوم کا فرد بنوں تو یہ ورزش اور کھیل بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو اور نمازیں ضائع کر کے اور والدین کی نافرمانی کر کے نہ کھیلا گیا ہو تو اس میں سراسر اجر و ثواب ہے۔ لیکن اگر کھیل محض حسن و صحت اور جوانی کا مظاہرہ کرنے یا دوسروں پر برتری حاصل کرنے کے لیے کھیلا گیا ہو تو اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ بلکہ الٹا نقصان کا اندیشہ ہے۔ یہی حال اسلحہ کا ہے' اگر یہ دشمنان اسلام اور کفار مشرکین کے لئے خریدا ہے تو ثواب ہے۔ لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر اپنی شان ظاہر کرنے کے لیے یا معاشرہ میں بدمعاش بننے یا اپنے مسلمان بھائی کے لیے خریدا ہے تو حرام اور مستوجب گناہ ہے۔ غرض جیسی نیت ہو ویسی جزاء ملے گی۔ اور ہر شخص کی نیت اللہ تعالیٰ کو بخوبی معلوم ہے۔

ایک بار حضور ﷺ سے کسی نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواباً فرمایا کہ:

اَجْرُ مَّا نَوَیْتَ (مسند احمد ۱۴۳/۵)

"جیسے تیری نیت ہو گی ویسا ہی تو اجر پائے گا۔"

؎
یہ ہے سرکار کا ارشاد صادق
ملے گا اجر نیت کے موافق

پس ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ہر کام سے پہلے اپنی نیت کو ٹھیک کرے۔ نیت صرف دل کے خیال اور ارادے کا نام ہے۔ منہ سے کہنا ضروری نہیں۔ جیسا کہ نماز میں اکثر لوگ نیت باندھتے رہتے ہیں۔ یہ طریقہ تو بعض علماء نے محض تعلیم دینے کے لئے شروع کیا تھا۔ لیکن اگر وہ سنت طریقے پر ہی اکتفا کرتے تو اچھا ہوتا۔ مگر عوام نے سمجھ لیا کہ جب تک زبان سے الفاظ ادا نہ کئے جائیں نیت پوری نہیں ہوتی۔ نیت کا تعلق زبان سے نہیں دل سے ہوتا ہے' زبان سے جو کہا جاتا ہے اسے قول کہتے ہیں۔ اور دل سے جو ارادہ کیا جائے اسے نیت کہتے ہیں۔ دل کے ارادے پر اعمال کا انحصار ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

"جب کوئی شخص نیک ارادہ کرتا ہے تو پہلا اجر اسے ارادہ کرنے پر ہی مل جاتا ہے"۔ (بخاری' الرقاق' باب من ھم بحسنة او بسیئة ح ۶۴۹۱۔ مسلم' الایمان: باب اذا ھم العبد بحسنة کتبت' ح ۱۳۱)

مثلاً آپ نے ارادہ کیا کہ آج فلاں غریب کو کھانا کھلائیں گے یا دو چار روپیہ بطور خیرات دیں گے۔ ابھی آپ نے دیا نہیں مگر نامہ اعمال میں اجر لکھا گیا۔ جب آپ دیں گے تو پھر اس کا اجر عمل کی حیثیت سے دس بیس ستر گنا یا جتنا اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے گا زیادہ دے گا۔

ایک حدیث کے الفاظ ہیں جنہیں حفظ کر لینا چاہئے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

نِيَّتُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ (بیهقی فی شعب الایمان' ۳۴۲/۵۔ ۳۴۳ ح ۶۸۵۹' ۶۸۶۰)

"مومن کی نیت اس کے عمل سے اچھی ہوتی ہے۔"

؎ رکھو خوب تم یاد یہ قول حضرت
کہ بہتر عمل سے ہے مومن کی نیت

چونکہ ہر کام کا انحصار نیت پر ہے۔ اس لئے نیت کو بہترین عمل قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کرے کہ ہر مسلمان کو ہر عمل سے پہلے حسن نیت کی توفیق نصیب ہو۔

***

﴿۶۲﴾

آدمی کا حشر کس کے ساتھ ہو گا؟

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ[1]

ترجمہ: "آدمی اسی کا ساتھی ہو گا جس سے محبت رکھتا ہو گا اور تو بھی اس کے ساتھ ہو گا جسے محبوب رکھے گا"۔

---

(۱) (ترمذی' الزهد' باب ماجاء ان المرء مع من احب ح ۲۳۸۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح قرآن کریم میں ہے (ترجمہ) "اے ایمان دارو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا چاہتے ہو تو نبی کریم ﷺ سے محبت کرو۔ اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنا محبوب بنالے گا"۔ (سورۃ آل عمران: ۳۱) یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور سرور عالم ﷺ کے ساتھ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر محبت کرنے لگے۔ ان کی محبت ہماری طرح زبانی محبت نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ وہ مطیع اور منقاد ہو کر عملی محبت رکھتے تھے اور حضور ﷺ جو کچھ فرماتے تھے اس پر جان دے دیتے تھے

سو بار صدقے ہو کے بھی یہ چاہتا ہے جی
سو بار اور آپ کے قربان جائیے

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کافروں کے نرغہ میں آگئے۔ کفار نے انہیں پکڑ کر شہید کر دینا چاہا۔ مگر ایک بولا ٹھہرو مجھے اس کا امتحان کر لینے دو۔ وہ علیحدگی میں ان کے پاس آگیا اور جا کر کہنے لگا کہ میں تیری سفارش کر کے تجھے بچا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تو میری بات مان لے اور وہ یہ بات ہے کہ تو محمد ﷺ کے دین کو چھوڑ دے۔ انہوں نے کہا یہ ناممکن ہے۔ یہ سن کر وہ بولا اچھا یہ نہ سہی تو محمد ﷺ کو سب کے سامنے برا بھلا کہہ دے (استغفراللہ) وہ بولے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر کافر نے کہا اچھا یہ بتا کہ اگر تیری جگہ محمد (ﷺ) کو پکڑ لیا جائے اور تجھے چھوڑ دیا جائے تو تجھے منظور ہے؟ وہ بولے ہرگز نہیں۔ واللہ! میں تو یہ بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ میرے سامنے حضور ﷺ کو کانٹا لگے اور میں امن سے بیٹھا رہوں جب کافر نے ان کی باتیں سن لیں۔ تو سمجھ گیا کہ ان کا ایمان کامل ہے اور اب یہ کسی صورت بھی پھسل نہیں سکتا۔ چنانچہ اس کے بعد ان کے قتل کا حکم دے دیا گیا۔ مگر ان کا یہ فعل کافروں کے دل میں کانٹا بن کر چبھ گیا کہ یہ لوگ محمد ﷺ کے کتنے فدائی ہیں اور ان سے کتنی سچی محبت رکھتے ہیں۔

(سیرت ابن ہشام ۲/۱۷۲ مختصراً)

حب نبوی میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی کیفیت یہ تھی کہ وہ بکثرت روتے رہتے۔ ایک بار حضور ﷺ نے پوچھا تم اتنا کیوں روتے ہو۔ عرض کیا۔ حضور' بات یہ ہے۔ یہاں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب میرے دل میں آپ کی محبت کا جوش اٹھتا ہے تو دربار میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کے دیدار سے اس جوش کو فرو کر لیتا ہوں مگر قیامت کو نہ معلوم میں کہاں ہوں گا اور حضور ﷺ کس بلند مقام پر ہوں گے؟ میں اس لئے روتا ہوں کہ وہاں آپ ﷺ کا دیدار کیسے کروں گا؟ مجھے تو صرف حضور ﷺ کی جدائی کا صدمہ رلا رہا ہے۔

؎ خواہش پری کی ہے نہ تمنا ہے حور کی
آنکھوں کے آگے بس رہے صورت حضورؐ کی

(الدر المنثور ۵۸۸/۳ بحوالہ طبرانی فی الاوسط ۲۹۶/۱ ح ۴۸۰' و ابو نعیم فی الحلیۃ الاولیاء ۱۳۵/۸)

پھر حضور ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ اَلْمَرءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ آدمی اس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھے گا اور تو بھی اس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھتا ہے یہ سن کر اس کو اطمینان ہو گیا اور دلی خواہش پوری ہو گئی اور کہہ اٹھا

؎ آپ سے مجھ کو مبارک ہو لگانا دل کا

ایک مشہور حدیث یہ بھی ہے کہ ان صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب تو آپ کے جمال جہاں آراء سے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا لیتا ہوں لیکن آنجناب ﷺ کی رحلت کے بعد آپ ﷺ کو کس طرح دیکھ سکوں گا؟ آگے سے حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ الخ (مجمع الزوائد ۲/۲)

پس اس سے معلوم ہوا کہ آج بھی جس شخص کو جس کسی سے محبت ہو گی قیامت کے دن وہ اسی کے ساتھ ہو گا۔ اللہ کرے کہ ہر مسلمان کے دل میں حضور ﷺ کی محبت ہی سب سے زیادہ ہو اور انہی کی اطاعت کا جذبہ اس کے دل میں کار فرما ہو۔ کیونکہ محبت کا اظہار تو اطاعت ہی سے ہوتا ہے۔ اگر آپ کسی سے محبت رکھیں اور اس کا حکم نہ مانیں۔ اس کی اطاعت نہ کریں۔ ان کی شکل و صورت اس کے طریقے اس کے قول و فعل کو پسند نہ کریں تو سچے محب نہیں ہیں۔ بلکہ جھوٹے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سر تا پا جھوٹے محب ہیں۔

آج بیشمار مسلمان ایسے ہیں جو بظاہر تو حضور ﷺ کے عاشق اور محب بنے پھرتے ہیں۔ مگر شکل و صورت یہودیوں کی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ فیشن یورپ کا پسند کرتے ہیں۔ رسم و رواج منوجی کا رائج کئے ہوئے ہیں علیٰ ہذا القیاس اور پھر یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن حضور ﷺ کے زیر سایہ جنت میں جائیں گے۔

ابو داؤد میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ "آدمی اپنے پیارے (حبیب) ہی کے دین پر اٹھے گا"۔ (ابوداؤد' الادب : باب من یؤمر ان یجالس' ح ۴۸۳۳' ترمذی' الزھد' باب ۴۵' ح ۲۳۷۸)

تمہارے دوست کا جو دین ہو گا
اسی پر حشر ہو گا بس تمہارا

اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ کسی نیک ہی سے اپنا تعلق جوڑے۔ اور اغیار بالخصوص کفار سے الگ رہے اور ان کے کسی فعل سے محبت نہ رکھے۔ ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

"مشرکین اور کفار سے دوستی نہ رکھو۔ نہ ان کے رسم و رواج کو اختیار کرو اور نہ ان کے میلوں ٹھیلوں میں شمولیت کرو۔ نہ ان کی خوشی میں خوشی' نہ ان کے غم میں غم مناؤ۔"

رہے جو مشرکوں کے ساتھ مل کے
بری الذمہ ہوتا ہوں میں ان سے

الغرض محبت کا تعلق عمل سے ہے اور ایمان بھی عمل ہی سے پرکھا جاتا ہے۔ پس جس کی طرف عملی رجحان اور عملی تعلق پایا جائے گا تم قیامت کے دن اسی کے ساتھی سمجھے جاؤ گے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے مقام پر حضور ﷺ نے انہی الفاظ کو یوں بھی نقل کیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَلَهٗ مَا اكْتَسَبَ (ترمذی' الزهد' باب ماجاء ان المرء مع من احب ح ۲۳۸۶)

"آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہو گا جسے محبوب رکھتا ہو گا اور وہی پائے گا جو کمائے گا۔ یعنی اپنا ثمرہ پائے گا اور کسی کی محبت میں جیسے اعمال کرے گا اسی کا صلہ اسے دیا جائے گا۔"

ہر اک اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا
وہی پائے گا وہ جو کچھ ہے کمایا

**

۶۳

سنت سے محبت کی برکت

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ (۱)

ترجمہ "جس نے میری سنت کو محبوب جانا اسی نے مجھے محبوب جانا اور جس نے مجھے محبوب بنا لیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا"۔

---

(۱) (مشکوٰۃ' الایمان' باب الاعتصام بالکتاب والسنة ح ۱۷۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے گویا اپنی محبت کا ایک معیار اور ترازو پیش کر دیا۔ تاکہ ہر محب کو اس پر جانچا اور تولا جا سکے اور اس کی سچی یا جھوٹی محبت کا اندازہ لگایا جا سکے۔ آج کون مسلمان ہے جو حضور ﷺ کے عشق کا دعویٰ نہیں کرتا اور آپ کی محبت کا دم نہیں بھرتا اور اس قسم کے نعتیہ شعر نہیں گاتا؟

؎ بلا لو ہند سے یثرب اے ساقی ؐ کوثر
یہیں نہ عمر کا لبریز جام ہو جائے

○

؎ جلوہ دکھا دو گناہ گار کو آکر آقا
ہو شفا اس کو یہ بیمار پڑا رہتا ہے

○

؎ یوں جگر جلتا ہے اس عشق محمد سے مرا
جیسے ہنڈیا کوئی چولہے پہ چڑھا رکھی ہے

○

؎ ہو چلا رسوا مرے آقا عشق میں تیرے
داغ سینے میں مرے کب یہ چھپا رہتا ہے

○

پھر کیا ہر وہ شخص جو دعویٰ کرے کہ مجھے حضور ﷺ سے محبت ہے وہ محض اس دعوی کی بنا پر جنت میں جا سکتا ہے؟ قرآن و حدیث سے بھی یہی ثابت ہے اور ہر ملک کا قانون اور آئین بھی یہی کہتا ہے کہ دعویٰ بلا دلیل کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ایک شخص آپ پر یہ دعویٰ کر دیتا ہے کہ اس نے آپ سے پانچ ہزار روپیہ لینا ہے۔ مگر دعویٰ کے ساتھ نہ کوئی آپ کی تحریر پیش کرتا ہے۔ نہ گواہ لاتا ہے تو کیا ایسا دعویٰ کسی حالت میں سنا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک شخص آپ سے یہ کہتا ہے کہ آپ میرے رشتہ دار ہیں اور میرا آپ سے فلاں رشتہ ہے۔ مگر آپ کا کوئی رشتہ دار اور عزیز اس کی تصدیق نہیں کرتا اور نہ ہی وہ کسی کی شہادت پیش کرتا ہے۔ تو کیا صرف اس کے دعویٰ سے آپ اس کے رشتہ دار بن جائیں گے؟ کبھی نہیں۔

المختصر جس طرح ہر دعویٰ کے لئے دلیل کا ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح حب رسول ﷺ کے لیے بھی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرے اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ میری سنت کا پابند ہو۔ میرے طریقے اور رسم و رواج کو پسند کرتا ہو۔ میرے دستور العمل پر کار بند ہو۔ میری تعلیم پر عمل پیرا ہو۔ سنت کے معنے طور' طریقہ' قول و فعل' رسم و رواج اور دستور العمل ہی کے ہیں۔ یعنی انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں حضور ﷺ نے جو جو کام کیا ہے یا کرنے کا حکم دیا ہے وہ سنت ہے۔ پس اگر کوئی شخص تجہیز و تکفین کے معاملہ میں' بیاہ اور شادی کے سلسلہ میں' لین دین' کاروبار' بیع و شراء' نماز روزہ' حج و زکوٰۃ' کھانے پینے' سونے جاگنے' لباس و حجامت وغیرہ تمام معاملات میں حضور ﷺ کے طریق کو پسند اور اختیار کرتا ہے اور سب طریقوں اور فیشنوں پر حضور ﷺ ہی کے عمل اور ارشاد کو ترجیح دیتا ہے تو یقیناً وہ محب رسول ہے۔ اور وہ محبت کا سچا دعویٰ رکھتا ہے۔ اور اگر وہ رسم و رواج تو برادری کا اختیار کرتا ہے اور بیاہ شادی کے معاملات میں لکیر کا فقیر بنا رہتا ہے۔ فیشن پرستی میں یورپ کی تقلید کرتا ہے مگر دم حضور ﷺ کی محبت کا بھرتا ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے اور خود اس کا عمل اس کی تردید کر رہا ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا:

یوں تو مرزا بھی ہو سید بھی ہو افغان بھی ہو
سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو؟

پس یاد رکھو کہ آج تو تم عشق رسول اور حب نبوی ﷺ کا جھوٹا دعویٰ کر کے لوگوں کو دھوکا دے سکتے ہو مگر قیامت کے دن جب اس دعویٰ پر دلائل طلب کیے جائیں گے اور تمہارے عمل پیش ہوں گے تو اس وقت سچے اور جھوٹے میں خود بخود امتیاز ہو جائے گا۔ حق و باطل نمایاں ہو جائے گا اصلی اور نقلی محب کا پتہ چل جائے گا۔

غرہ مٹ جاتا ہے راہ عشق میں مغرور کا
ٹھوکریں کھاتا ہے یاں سر قیصر و فغفور کا

حب نبوی کا پتہ لینا ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات پڑھو جنہیں حضور ﷺ سے سچی محبت تھی اور جو حضور ﷺ کی ایک ایک سنت پر اپنی جان جوکھوں میں ڈالتے' مصائب برداشت کرتے' تکالیف اٹھاتے' طعن و تشنیع سہتے اور ان سب کو پھر حضور ﷺ کی محبت کے مقابلے اور سنت کے اجراء میں پرکاہ جتنی وقعت بھی نہ دیتے۔ مگر آہ! آج ہم دودھ پینے والے مجنوں اس خون دینے والے مجنوں سے بھی اپنے آپ کو حضور ﷺ کا زیادہ محب و عاشق اور فریفتہ ظاہر کرتے ہیں۔ مگر کیفیت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی کسی ایک سنت کی بھی پابندی نہیں کر سکتے۔ پابندی کرنا تو درکنار' الٹے آپؐ کی سنتوں کے مخالف اور اہل سنت کے دشمن بنے بیٹھے ہیں۔ ہم دعویٰ تو اہل سنت کا کرتے ہیں مگر عمل ہوائے نفس کے مطابق کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹتے چلے جا رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے اور ان کی ہر سنت پر چلنے کی توفیق دے کہ ہمارے لئے یہی نجات کا ذریعہ ہے۔

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۴

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ "(۱)

ترجمہ "تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے ماں باپ' اولاد' اقارب' احباب غرض تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و پیارا نہ بنا لے"۔

تشریح انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ ہر ایک سے محبت رکھے' گو محبت کے مدارج مختلف ہیں۔ یعنی کسی سے کم' کسی سے زیادہ۔ مگر ایسا کوئی شخص نہیں جسے کسی سے بھی محبت نہ ہو۔ ماں باپ کی محبت' اولاد کی محبت۔ بیوی کی محبت۔ بہن بھائی سے محبت۔ دوست و احباب۔ خویش و اقارب۔ پیر و مرشد غرض سب ہی سے انسان کو محبت ہوتی ہے اور جس قدر کسی سے تعلق واسطہ اور راہ و رسم ہو اتنی ہی اس سے محبت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر محبت کے درجات و مراتب کا جائزہ لیا جائے تو اس کی تہ میں بھی یہی چیز نکلے گی کہ جس چیز کو انسان اپنے لئے زیادہ مفید' قیمتی اور نایاب سمجھتا ہے اس سے اتنی ہی زیادہ محبت رکھتا ہے۔ اس اصول کے تحت انسان کو

---

(۱) (بخاری' الایمان' باب حب الرسول صلی اللہ علیہ و سلم من الایمان ح ۱۴' ۱۵۔ مسلم الایمان باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ..... ح ۴۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ہر کسی سے کچھ نہ کچھ محبت ہے۔ قطع نظر اس سے کہ ماں سے زیادہ ہے یا باپ سے' بیوی سے زیادہ ہے یا بچوں سے' بھائیوں سے زیادہ ہے یا دوستوں سے۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اصولاً اسے سب سے زیادہ محبت کس سے ہونی چاہئے؟ ماں باپ سے محبت اس لئے ہے کہ انہوں نے پالا پوسا ہے۔ ان کے خون سے اس کا خون وابستہ ہے۔ بیوی سے محبت اس لئے ہے کہ وہ شریک زندگی ہے۔ اس سے تعلق ایسا ہے جو اور کسی سے نہیں ہے۔ خویش و اقارب سے محبت کچھ تو خونی تعلق کی بنا پر اور کچھ ذاتی اغراض و منافع کی بنا پر ہوتی ہے۔ علیٰ ہٰذا احباب سے بھی دنیوی علائق اور مقاصد ہی بنائے محبت قرار پاتے ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کی محبت ان سب پر اس لئے فائق اور غالب آتی ہے کہ آپ ﷺ ہمارے لئے ان سب سے زیادہ نافع ہیں۔ اور ان سب پر خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ اگر حضور ﷺ کے احسانات کو دیکھا جائے تو ماں باپ سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ کیونکہ ماں باپ نے صرف پالا پوسا اور تربیت کی۔ مگر حضور ﷺ کے ذریعہ ہمیں اللہ تک رسائی حاصل ہوئی۔ احکام ربانی ہم تک پہنچے۔ ماں باپ کے احترام و اکرام کا حکم آپ ﷺ ہی نے دیا اور سب کے حقوق آپ ہی نے کھول کھول کر بیان کئے۔ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے' آپ ﷺ کے ارشادات ہم تک نہ پہنچتے۔ تو یقیناً ہم صحیح معنوں میں انسان نہ بنتے اور حیوان کے حیوان رہتے۔ اس دنیا میں بھی اگر آپ ﷺ کے احسانات اور آپ ﷺ کی انسانی خدمات کا شمار کیا جائے تو بھی محال ہے' چہ جائیکہ آخرت میں آپ ﷺ کے احسانات شمار کئے جائیں۔ مثلاً وہاں جو ہمارے کام آئیں گے اور سفارش سے جنت دلوائیں گے اور اس طرح کے ہم پر بیسیوں احسان فرمائیں گے۔ وہ ہیبت ناک وقت یاد کریں۔ جب ماں باپ اور جملہ احباب جواب دے جائیں گے:

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ○ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ○ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ○

(سورۃ عبس: ۳۴-۳۶)

اس وقت کی دہشت کا اندازہ لگائیں جب کوئی ہمارے کام نہ آئے گا۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت حضور ﷺ ہمارے کام آئیں گے۔ رب کو منائیں گے اور ہماری سفارش فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کے احسانات سامنے رکھے جائیں اور پھر دیکھا جائے کہ آیا حضور ﷺ ساری کائنات سے زیادہ محبت کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟ جس اللہ تعالیٰ نے ماں باپ اور دیگر اقرباء کے ساتھ ہمارا خون کا رشتہ بنایا ہے اسی اللہ نے نبی ﷺ کے ساتھ بھی ہمارا روح کا تعلق قائم کر دیا ہے اور اسے اپنا ایک بہت بڑا احسان جتایا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ الاية

(سورۃ آل عمران: ۱۶۴)

اور جس طرح دیگر رشتے ہمارے لئے بیش قیمت ہیں اسی طرح سرور عالم ﷺ کا وجود باجود بھی ان سے بدرجہا قیمتی ہے۔ اور جس طرح انہوں نے ہماری جسمانی تربیت کی ہے حضور ﷺ نے ہماری روحانی تربیت فرمائی ہے اور بہت اعلیٰ فرمائی ہے۔

الغرض ہر حیثیت سے حضور ﷺ کی شان بلند اور ارفع ہے اور ہمارے لئے ساری کائنات سے زیادہ مفید اور نافع ہے۔ اسی لئے حکم ہے کہ تم حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب رکھو۔ یہ ارشاد آپ ﷺ کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور جب تک سب سے پہلے اس حکم کی اطاعت نہ کی جائے دیگر جملہ اسلامی احکام کی اطاعت ناقص اور نامکمل رہتی ہے۔ مولانا ظفر علی خاں نے خوب کہا ہے

؎ زکوٰۃ اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا، نماز اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کا جائزہ لیا اور پھر حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ﷺ) میں آپ ﷺ کو اپنے ماں باپ' اولاد' خویش و اقارب سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ مگر اتنا نقص ہے کہ ابھی اپنی جان کو عزیز رکھتا ہوں۔ [1] حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تُؤْمِنُ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ

"واللہ! تو اس وقت تک مومن نہیں ہو گا جب تک کہ تو اپنی جان پر بھی مجھے ترجیح نہ دے"۔ [2]

سچ کہا کسی نے

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر' مادر' برادر' جان اور اولاد سے پیارا

عمر رضی اللہ عنہ نے پھر کچھ سوچا اور اپنے نفس کا جائزہ لے کر عرض کیا:

اَلْاٰنَ وَاللّٰہِ لَاَنْتَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ

"حضور ﷺ! اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اب میں آپ ﷺ کو اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہوں"۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ اے عمر (رضی اللہ عنہ) اب تو مومن کامل ہو گیا"۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ عمرؓ تم نے اب یہ بات کہی ہے؟ یہ اول مرتبہ ہی کہنی چاہیے تھی۔ مطلب یہ کہ عمرؓ جیسے شخص کی طرف سے یہ تامل و تاخیر مناسب نہیں۔ آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ (بخاری' الایمان والنذور' باب کیف کانت یمین النبی صلی اللہ علیہ و سلم ح ۶۶۳۲)

---

[1] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کس قدر صاف گوئی اور حقیقت بیانی ہے' جو دل میں ہے وہی زبان پر لاتے ہیں۔ ملمع سے قطعاً کام نہیں لیتے۔ (فاروقی)

[2] اس سے پتہ چلا کہ جب تک حضور ﷺ سب مخلوقات سے زیادہ محبوب نہ ہوں ایمان خطرے میں ہے۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت' ان کی شان' ان کے وقار اور ان کی اسلامی خدمات کو دیکھو۔ ان کی اس قلبی کیفیت اور حضور ﷺ کی گفتگو کو ایک طرف رکھو اور دوسری طرف ذرا اپنے دل کا جائزہ لو۔ اپنے نفس سے صحیح رائے پوچھو۔ اور پھر انصاف سے کہو کہ آیا تم مومن اور مسلم کہلانے کا بھی حق رکھتے ہو یا نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات میں سینکڑوں نہیں ہزاروں واقعات تمہیں ایسے ملیں گے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی اطاعت و محبت میں اپنی جانیں دے دیں۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بیٹے ذبح کرائے۔ گھر بار لٹائے جائیدادیں چھوڑیں' مصیبتیں جھیلیں۔ فاقے پہ فاقے اٹھائے اور عملی طور پر دنیا کو دکھا دیا اور ڈنکے کی چوٹ بتا دیا کہ واقعی حضور ﷺ کی ذات ہمیں اتنی محبوب ہے کہ دنیا کی کوئی بھی چیز اتنی محبوب نہیں ہو سکتی۔

مگر آہ! آج کتنا انقلاب آ چکا ہے۔ کہ اسی نبی ﷺ کی محبت کا دم بھرنے والے اور انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنا امام بنانے والے آج حضور ﷺ کے مقابلہ میں اپنی خواہشات نفس کو بھی قربان نہیں کر سکتے چہ جائیکہ یہ عزت آبرو' مال و دولت اور اولاد کو قربان کریں۔ اور یاد رکھو جب تک قربانی کا یہ مادہ پیدا نہ ہو گا اس وقت تک صحیح ایمان بھی نصیب نہ ہو گا۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس کا ترجمہ کسی شاعر نے یوں کیا ہے

؎ یاد رکھو تم نہیں ایمان دار
تم نہ جب تک کر لو اپنا یہ شعار
مجھ سے ہو تم کو محبت اس قدر
ہو نہ بیٹے باپ سے بھی جس قدر
اور جو دنیا میں ہیں ان کے سوا
ہو میری محبت ان سب سے سوا

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۶۵﴾

اِطاعت رسول ﷺ کی اہمیت

مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ[1]

ترجمہ ”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی (گویا) اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی“۔

تشریح اس حدیث کا مضمون صاف ہے اور در حقیقت یہ قرآن کریم کی ایک آیت (سورۃ النساء: ۸۰) کا ترجمہ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جذبہ اطاعت پیدا کرنے کی تعلیم دی ہے۔ جس مذہب' قوم اور جماعت میں اپنے قائد' پیشوا' ہادی' اور افسر کی اطاعت کا جذبہ نہیں وہ قوم اور جماعت دنیا میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ضروری تھا کہ سب سے پہلے مسلمانوں کے دلوں میں جذبہ اطاعت پیدا کیا جاتا۔ چنانچہ اس ضمن میں ارشاد ہوا ہے کہ ”میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور میری نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔“

---

(۱) (بخاری' الاحکام' باب قول اللہ تعالی (اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول) ح ۷۱۳۷۔ مسلم' الامارۃ' باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ ..... ح ۱۸۳۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

؎ تم میں سے جس نے اطاعت کی مری
اس نے طاعت کی خدائے پاک کی
میرے حکموں کا جو نافرماں ہوا
سرکش و عاصی ہے وہ اللہ کا

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو حضور ﷺ کے مطیع و منقاد ہیں۔ اور کتنے ہیں جو بظاہر تو حضور ﷺ پر قربان ہوتے ہیں۔ آپ کی محبت کا دم بھرتے ہیں مگر جب کسی حکم کی اطاعت کا وقت آتا ہے تو حیلے اور بہانے تراشنے لگتے ہیں' طرح طرح کے عذر پیش کرنے لگتے ہیں اور صاف روگردانی کر جاتے ہیں۔ پہلے مسلمان تو کھرے تھے۔ وہ جو کہتے تھے وہ کر گزرتے تھے۔ مگر سوال تو آج کے مسلمان کا ہے۔ "جو میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو" کا مصداق بنا ہوا ہے۔ یعنی حضور ﷺ کا جو حکم اپنی مرضی کے مطابق ہوا وہ مان لیا اور جو مرضی کے مطابق نہ ہوا اس سے انکار کر دیا۔ یا کوئی حیلہ بہانہ کر کے پہلو بچالیا۔

دو چار دس بیس نہیں سینکڑوں احکام و ارشادات نبویہ ایسے ہیں جن کی آج کھلے بندوں خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ اور خلاف ورزی کرنے والے صرف جاہل اور نادان نہیں بلکہ عاقل اور دانا ہیں۔ دیہاتی اور ان پڑھ ہی نہیں شہری اور تعلیم یافتہ بھی ہیں جو قانون چھانٹتے ہیں اور بال کی کھال اتارتے ہیں۔

مسلمان کن کن امور میں حضور ﷺ کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ تفصیلات میں جانے کا موقعہ نہیں اور نہ یہ مختصر سی کتاب اس کی متحمل ہو سکتی ہے' آپ حضور ﷺ کے ان احکامات کو دیکھیں جو صرف عبادات سے متعلق ہیں۔ اور نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ کے نام سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔ پھر بتائیں کہ کتنے مسلمان ہیں جو ان کے پابند ہیں؟ پھر معاملات کی طرف آئیں اور دیکھیں کہ کتنے مسلمان ہیں جو حقوق العباد کے ان تمام احکامات کو تسلیم کر رہے ہیں۔ جو محض ہماری فلاح و بہبود کی خاطر حضور ﷺ نے نافذ فرمائے ہیں؟ اور جن پر عمل پیرا ہو کر اغیار بھی آج بام عروج پر پہنچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے ہیں۔ مگر ہم ہیں کہ محض حضور ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے قعرِ مذلت میں پڑے ہوئے ہیں اور خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃ کا مصداق بن رہے ہیں۔

حضور ﷺ نے تجارت کے متعلق وہ کونسا حکم ہے جو نہیں دیا۔ وہ کونسا گر ہے جو نہیں بتلایا۔ دولت کمانے اور دولت خرچ کرنے کے متعلق وہ کونسا پہلو ہے جو تشنہ بیاں رہا ہو۔ اور وہ کونسا دقیقہ ہے جو فروگذاشت ہوا ہو۔ مگر دیکھئے آج کتنے مسلمان ہیں جو فقر و فاقہ کی زندگی بسر کر رہے ہیں؟ اور افلاس و ادبار کے طوفان میں غوطے لگا رہے ہیں؟ کیوں! اس لئے اور محض اس لئے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے نافرمان ہیں۔ اور جہالت و بے عقلی کا یہ حال ہے کہ دنیوی معاملات میں وہ حضور ﷺ کے کسی حکم کی اطاعت بجالانا ضروری نہیں سمجھتے۔

پھر اتفاق و اتحاد کو لیجئے اور دیکھئے کہ حضور ﷺ نے اس کے متعلق کتنے احکام جاری فرمائے ہیں اور کس کس حکمت سے اس کی ضرورت و اہمیت کو بیان فرمایا ہے۔ مگر کتنے مسلمان ہیں جو اس ضمن میں حضور ﷺ کی اطاعت کر رہے ہیں؟ اور آپ ﷺ کے حکم کے سامنے اپنی دلی رنجشیں اور کدورتیں چھوڑ کر سینہ صاف کرتے ہیں؟ اور کتنے ہیں جو دلوں میں بغض و عناد اور کینہ جمائے ہوئے مسلمانوں میں پھوٹ انتشار اور تشتّت کا باعث بن رہے ہیں؟

المختصر اس حدیث کے تحت آپ کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے اور گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہئے کہ کہیں آپ بھی حضور ﷺ کے کسی حکم کی نافرمانی تو نہیں کر رہے؟ کیونکہ آپ ﷺ کی نافرمانی دراصل اللہ ہی کی فرمانی ہے۔ جو سراسر خسران اور تباہی ہے۔

* *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ ٦٦ ﴾

بدعت کی مذمت

مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ[1]

ترجمہ: "جو شخص کوئی ایسا کام کرے جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہو گا"۔

تشریح: یہ حدیث خصوصیت کے ساتھ ہر مسلمان مرد عورت بوڑھے بچے کو ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہئے۔ کیونکہ تمام اعمال کا انحصار اسی بات پر ہے۔ کہ وہ عمل خود ساختہ یا خود تراشیدہ نہ ہو۔ اسلام چونکہ از سر تا پا عمل ہی کا مذہب ہے اور عمل ہی کی تعلیم دیتا ہے اور عمل کی قبولیت مبنی ہے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہم ہر عمل کے متعلق حضور ﷺ کے حکم کی دیکھ بھال کریں۔ اگر حضور ﷺ کا حکم موجود ہو تو وہ عمل کریں ورنہ چھوڑ دیں۔ ہمارے خیال میں اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں۔ یہ طریقہ اپنانے سے کوئی جھگڑا بھی نہیں رہتا۔ اور اللہ کی رضا بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ مگر افسوس' ایک خلق کثیر ہے جو ایسی سٹیٹ لائن کی پرواہ نہیں کرتی۔

آج بیسیوں نہیں سینکڑوں ایسے کام ہیں جو مسلمان ثواب کی نیت سے کرتے

---

(۱) (مسلم' الاقضیة' باب نقض الاحکام الباطلة' ح ۱۷۱۸ و بخاری' البیوع' باب نمبر ۶۰ النجش و من قال لا یجوز ذالک البیع تعلیقًا ح ۲۱۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس نیکی پر ہمیں اجر ملے گا۔ اگر حقیقت یہ ہے کہ اس کے متعلق حضور ﷺ نے کوئی حکم نہیں دیا پس ایسی صورت میں ثواب اور اجر کی قطعاً توقع نہ رکھنی چاہئے۔ کسی نے خوب کہا ہے

؎ عمل مردود ہے سراسر
نہ ہو جس کیلئے حکم پیغمبر

سب مسلمان یہ مانتے ہیں کہ اسلام کی تکمیل حضور ﷺ کے آخری دور میں ہو چکی تھی اور اس آیت کریمہ:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدہ: ۳)

کے نزول کے بعد دین اسلام مکمل ہو گیا اور پھر کسی کو کوئی حق نہ رہا کہ اس میں کسی قسم کی بیونت (یعنی قطع و برید) اور کانٹ چھانٹ کرے یعنی تمام اوامر و نواہی متعین ہو چکے۔ جو جو کام کرنے چاہئے تھے حضور ﷺ نے سب بتا دیئے اور جن جن سے روکنا تھا روک دیا۔ اب کسی کو یہ حق نہیں رہتا کہ ان میں کمی بیشی کرے۔ خواہ وہ کتنا ہی بڑا بزرگ اور امام کیوں نہ ہو وہ دین میں کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ نیز کسی کام کا اجر اور معاوضہ دلوانے یا متعین کرنے کا کام بھی نبی ہی سے متعلق ہے۔ کوئی امتی اس کام میں دخل نہیں دے سکتا۔

ایک شخص اپنا مکان بنوانا چاہتا ہے اور کچھ مزدور اس کام پر لگاتا ہے اور ہر مزدور کو الگ الگ کام بتاتا ہے اور اس کی اجرت مقرر کرتا ہے۔ مگر جب شام کو اجرت لینے کا وقت آتا ہے تو ایک مزدور اپنا ایسا کام پیش کرتا ہے جو مالک نے اسے کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ وہ کہتا ہے حضور' بیشک آپ نے یہ کام کرنے کا حکم تو نہیں دیا تھا مگر آپ کے فلاں رشتہ دار نے مجھے یہ کہا تھا اور فلاں بزرگ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا تھا۔ اب مالک بھی کہے گا اور ہر عقلمند بھی یہی رائے دے گا کہ یہ مزدور اجرت لینے کا حقدار نہیں ہے۔ اس کا کیا کرایا بیکار ہے۔ کیونکہ اس نے مالک کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرضی اور اس کے حکم کے خلاف کیا ہے۔

پس اسی مثال سے اس حدیث کے مضمون کو سمجھ لیجئے کہ دنیا دار العمل ہے۔ ہم سب عامل اور مزدور ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہمیں کام بتانے اور اس کی اجرت دلوانے کیلئے مقرر ہو چکے ہیں۔ اب کسی امام' پیشوا' ہادی اور پیر و مرشد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ حضور ﷺ کے کام میں دخل دے اور ہمیں اجر و ثواب کا لالچ دے کر کسی ایسے کام پر لگا دے جس کے متعلق حضور ﷺ نے حکم نہیں دیا۔ جو کوئی ایسا کرے گا یقیناً وہ اس مزدور کی طرح اجرت سے محروم رہے گا اور محروم رہنا تو درکنار عجب نہیں کہ خلاف ورزی کے حکم کے جرم میں سزا بھی پا جائے۔ (۱) بلکہ سزا کا شدید خطرہ ہے۔ مثال کے طور پر سمجھئے کہ ایک پیر فقیر حکم دیتا ہے کہ میری یا میرے باپ کی قبر پکی بناؤ اور اس پر عالی شان قبہ اور مقبرہ کھڑا کر دو تاکہ دور دور سے لوگ زیارت کے لئے آئیں اور نذر نیاز چڑھائیں۔ اب سب مسلمان ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ جمع کر کے مقبرہ تیار کر دیتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ یہ بزرگ اس سے بہت خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہمیں اس کا بہت ثواب ملے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا حضور ﷺ نے اس پر کوئی حکم دیا ہے؟ اگر حضور ﷺ کا حکم نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو یہ تمام روپیہ بیکار گیا ہے اور ہمیں اجر کی بجائے گناہ کا مورد بنایا گیا ہے۔ اسی طرح قبروں کی نذر و نیاز' چڑھاوا' چادریں چڑھانا' دیئے جلانا' منتیں ماننا' عرس' مولود' گیارہویں' دسواں' چالیسواں وغیرہ وغیرہ جتنے کام آج ہو رہے ہیں۔ بعد ہی کی ایجاد ہیں۔ لہٰذا یہ سب گناہ کے کام ہیں اس لئے ہر مسلمان کو ان پر غور کرنا چاہئے اور ٹھنڈے دل سے سوچنا

---

(۱) دین میں کمی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں' اسلام مکمل ہو گیا جو کمی بیشی ہونا تھی ہو چکی۔ اس حقیقت کے باوجود جو مسلمان کسی شبہ میں رہے اس کا ایمان مشکوک اور حال خطرناک ہے۔ ایسے جرم کے مرتکب شخص کو حضور ﷺ نے آگ کی وعید سنائی ہے۔ اللّٰھم احفظنا منه (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا یہ عمل مردود ہو جائے۔[1]

جس کام کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہو اسے سنت کہتے ہیں اور جو کام سنت کے خلاف ہو وہ بدعت کہلاتا ہے۔ اس حدیث میں بدعت کی تعریف کر دی گئی ہے اور بدعت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

بعض لوگ ازراہ تمسخر یہ کہتے ہیں کہ ہر نیا کام بدعت ہے؟ یعنی جو حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ ہو اور اب ہو وہ بدعت ہے؟ چنانچہ چھاج، چھلنی، سائیکل، کار، بجلی سب بدعت ہیں۔ مگر وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ ہر نیا کام بدعت نہیں ہوتا بلکہ بدعت تو وہ کام ہوتا ہے جسے دین اور اسلام کا جزو سمجھ کر کیا جائے اور یہ یقین کر لیا جائے کہ اس کے کرنے پر ثواب اور چھوڑنے پر گناہ ہو گا پس وہ کام یقیناً بدعت میں شمار ہوتا ہے۔ ورنہ اس کے سوا ہر کام جو کسی دنیوی ضرورت پر کیا جائے اور اسے دین کا جزو قرار نہ دیا جائے وہ بدعت کی تعریف میں نہیں آ سکتا۔

**

---

[1] یہ تمام کام جن کا پیچھے ذکر ہوا ہے دین اور ثواب سمجھ کر کئے جاتے ہیں بلکہ ہم نے دیکھا ہے کہ جو شخص ان نئے کاموں سے دور رہتا ہے لوگ اسے اچھا نہیں سمجھتے۔ گویا یہ کوئی اللہ اور اس کے پاک رسول ﷺ کا حکم تھا جو اس نے پورا نہیں کیا۔ اور جس نئے کام کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر گناہ کا خطرہ ہو شرع میں وہ بدعت کہلاتا ہے۔ اور بدعت کرنے والے کو بدعتی کہتے ہیں جس سے حضور ﷺ نے لاتعلقی کا اعلان فرمایا ہے اور فرمایا کہ اس کی نماز روزہ وغیرہ کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ بدعتی پر یہ سختی اس لیے فرمائی کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا باغی ہے اور باغی سے کوئی رعایت نہیں برتی جاتی۔ خدا ہر مسلمان کو بدعت سے بچائے آمین (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۶۷﴾

غیر اسلامی طریقہ اختیار کرنا

لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَيْرِنَا[1]

ترجمہ: "جو شخص ہمارے سوا کسی غیر کی سنت پر عمل کرے وہ ہم سے نہیں ہے"۔

تشریح: اغیار کی سنت' ان کے طریقے اور رسم و رواج' ان کے فیشن اور دستور العمل کو وہی اختیار کرے گا جو حضور ﷺ کے طریقے کو پسند نہ کرتا ہو گا۔ پس جب وہ حضور ﷺ کی سنت سے متنفر ہوا تو مسلمان کیسے ہو سکتا ہے؟ اور دائرہ اسلام میں کیسے رہ سکتا ہے؟

اصولی طور پر یہ حدیث بڑی موزوں' صحیح' نہایت واضح' مطابق عقل اور قابل عمل ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہم عملی طور پر اس کا کچھ بھی خیال نہیں رکھتے نہ عبادات میں اسے پیش نظر رکھتے ہیں' نہ معاملات میں۔ عبادات میں' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ شامل ہے۔ نماز کا لب لباب (نچوڑ) دعا ہے اور دعا کے متعلق ارشاد ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور سے نہ مانگے۔ (ترمذی' صفة القيامة باب ۵۹۔ ح ۲۵۱۶) مگر آج ہم دوسروں کی دیکھا دیکھی دعا بھی غیر اللہ سے کر رہے ہیں۔ ان کو پکارتے ہیں۔ ان سے فریاد رسی کرتے اور مدد مانگتے ہیں اور کئی لوگ روزہ بھی اللہ کے سوا دوسروں کے نام

---

(۱) دیلمی ۴۶۰/۳' مجمع الزوائد ۹۱/۴' ۱۶۹/۵ بحوالہ طبرانی فی الاوسط ۱۹۳/۱۰ ح ۱۹۴۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا رکھتے ہیں۔ جیسے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا روزہ۔[1] حج کے معنے قصد کر کے بیت اللہ جانا تھا سو وہ بھی مختلف قبور پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ رہا زکوٰۃ' صدقہ' خیرات کا معاملہ۔ سو وہ بھی غیر اللہ کے لئے ہو رہا ہے۔ یہ منتیں ماننا۔ چڑھاوے چڑھانا۔ نذر نیاز دینا۔ سب دوسروں کی دیکھا دیکھی اللہ کو چھوڑ کر یہ بھی بزرگوں کی طرف منتقل کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ سب کچھ حضور ﷺ کے حکم اور طریقے کے خلاف ہے اور ہنود و یہود کے طریق کی اتباع میں ہو رہا ہے۔ اسی طرح دینوی معاملات میں بھی اغیار کی سنت کو مقدم رکھا جاتا ہے اور شادی ہی کو دیکھو۔ باجا بجتا ہے۔ ڈھولک کھڑکتی ہے۔ آتش بازی چھوٹتی ہے۔ رنڈی ناچتی ہے۔ قوال اور نقال بلائے جاتے ہیں۔ براتیں چڑھتی ہیں۔ جہیز کا دکھلاوا ہوتا ہے اور سینکڑوں چھوٹی موٹی رسمیں ہیں جو کی جاتی ہیں اور نہایت پابندی سے کی جاتی ہیں اور منع کرنے والے یا ان رسوم کے تارک کو "بے دین" ' "وھابی" اور نا معلوم کن کن ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سب رسوم منوجی مہاراج اور ہندو دھرم سے لی گئی ہیں اور ان میں سے ایک چیز بھی حضور ﷺ کی سنت میں سے نہیں ہے۔

اس قسم کی سینکڑوں چیزیں ہیں جو مسلمانوں نے اغیار سے لے لی ہیں۔ اور اس باب میں حضور ﷺ کی سنت کو ترک کر رکھا ہے جس کے متعلق یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو ہمارے طریق کو چھوڑ کر غیر کے طریق پسند کرے گا وہ ہم سے نہیں ہو گا اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی معنی میں کہا ہے

؎ خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

مثلاً آج کون مسلمان ہے جو یہ نہیں جانتا کہ حضور ﷺ کی داڑھی تھی اور

---

[1] روزہ عبادت ہے اور عبادت میں کسی نبی کو بھی شریک نہیں کیا جا سکتا اسی طرح دعا پکار اور استعانت یہ سب عبادات ہیں جو اللہ کے علاوہ کسی سے جائز نہیں ہیں۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت گھنی تھی اور حضور ﷺ نے داڑھی رکھنے کا حکم بھی دیا ہے اور بصیغہ امر فرمایا ہے کہ:

خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ وَ فِي رِوَايَةٍ خَالِفُوْا الْمَجُوسَ (بخاری' کتاب اللباس' باب تقلیم الاظفار ح ۵۸۹۳ اور مسلم' الطهارة باب خصال الفطرة ح ۲۵۹ میں خالفوا المشرکین اور ح ۲۶۹۰ میں خالفوا المجوس کے الفاظ ہیں۔

"مشرک اور مجوسی داڑھی منڈواتے ہیں تم مسلمان مونچھیں منڈواؤ اور داڑھی رکھا کرو"۔

چنانچہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس حکم کو مانا اور اس کی خلاف ورزی نہیں کی۔ پھر ائمہ کرامؒ نے بھی داڑھیاں رکھی ہیں۔ مگر آج اسی نبی ﷺ کے ماننے والے' اہل بیت رضی اللہ عنہم کا دم بھرنے والے' اولیا اللہؒ کے نام پر مرنے والے سب کے سب سوائے نہایت قلیل افراد کے یہود و نصاریٰ کی سنت پر چل رہے ہیں۔ اور مسٹر کرزن' جانسن اور لارڈ میکالے کی تقلید کر رہے ہیں۔ اور اپنے پیارے نبی ﷺ کے مبارک طریق اور سنت کو دیدہ دانستہ پس پشت ڈال رہے ہیں۔[1] پس وہ سوچیں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ حضور ﷺ کا یہ مذکورہ ارشاد بجا ہے یا نہیں؟

---

(۱) داڑھی رکھنا بلاشبہ سنت انبیاء علیہم السلام و سنت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔ اور یہ سنت اختیاری نہیں کہ جی چاہا تو داڑھی چھوڑ دی اور جی چاہا تو داڑھی منڈا دی۔ بلکہ ضروری سنت ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے اور حکم رسول مستلزم ہوتا ہے وجوب کو۔ پس ثابت ہوا کہ داڑھی رکھنا سنت واجبہ ہے جس پر تمام قصوں کا اتفاق ہے۔ علاوہ ازیں داڑھی بڑھانا ملت اسلامیہ کا شعار ہے اور شعار ملی کو ترک کرنا ملت کو گم کر دینے کے مترادف ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو شوق و محبت سے اس سنت مبارکہ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ جو حضرات اس سنت میں پیچھے ہیں۔ اور سستی کرتے ہیں انہیں غور کرنا چاہیے۔ کیونکہ سستی کی بنا پر بھی سنت کو ترک کرنا گناہ ہے' مگر سنت کو حقیر اور گھٹیا جان کر ترک کرنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے' ہمیں اس سنت کو بنگاہ عزت دیکھنا چاہیے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی کسی بھی سنت کو بنگاہ حقارت دیکھنے سے آدمی کافر بن جاتا ہے۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث ہماری قومی بنیاد کی اینٹ ہے۔ جس پر ہماری تہذیب' ہمارے تمدن' ہمارے کلچر اور ہمارے مذہب کی بنیاد کھڑی ہے۔ اگر کسی نے اس اینٹ کو ہلا دیا تو یقیناً اس نے اپنی تہذیب' تمدن اور کلچر کو تباہ کر دیا اور مذہب کو مٹا دیا۔ اور اگر کسی نے اس پہلی اینٹ کو مضبوطی سے تھاما۔ تو یقیناً اس نے اپنی قومی و دینی عمارت کو کھڑا کر لیا۔ اسے کھڑا کرنے میں پورا تعاون کیا۔ پس کوشش کرو کہ اس حدیث کے تحت تم اپنی قومی عمارت کے نقیب اور محافظ بن سکو' نہ کہ دشمن اور غدار بن کر یہ کہنے کا موقع دو۔

ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

***

۶۸

درود شریف کی فضیلت

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا[1]

ترجمہ: "جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے"۔

تشریح: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بھی اور میرے فرشتے بھی حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں پس اے مومنو! تم بھی محمد رسول اللہ ﷺ پر درود

---

(۱) (مسلم' الصلاة' باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ و سلم بعد التشهد ح ۴۰۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و سلام پڑھا کرو۔ (سورۃ الاحزاب: ۵۶)

گویا اہل ایمان کو بصیغہ امر حکم دیا گیا ہے کہ درود و سلام پڑھا کرو۔ اگر کوئی اس امر کی خلاف ورزی کرے گا تو یقیناً وہ مجرم ہو گا۔

درود شریف در حقیقت ایک دعا ہے۔ جو حضور ﷺ کے لئے کی جاتی ہے۔ مگر اس میں راز یہ رکھا ہے کہ درود پڑھنے والے کا حضور ﷺ کے ساتھ ایک تعلق قائم ہو جاتا ہے اور جس کا تعلق حضور ﷺ سے قائم ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی مہربان ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوا ہے کہ:

"مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھنے سے خود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی ستر (۷۰) رحمتیں نازل ہوتی ہیں" (مسند احمد ۲/۱۷۲، ۱۸۷ موقوفا)

؎ جو نبی پر ایک دفعہ بھیجے درود
اس پر ستر رحمتوں کا ہو ورود
اور فرشتے واسطے اس کے دعا
کرتے ہیں سب پے بہ پے ستر دفعہ

یہ دس کی تعداد کم سے کم بتائی ہے اور ستر زیادہ سے زیادہ۔ پس جو شخص جس خلوص، جس محبت اور جس عقیدت سے درود پڑھے گا وہ اسی قدر رحمت کا مستحق ہو گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جتنا زیادہ درود پڑھے گا وہ اتنا ہی قیامت کو جنت میں میرے نزدیک ہو گا۔

(ترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و سلم ح ۴۸۴)

؎ جو درود اکثر پڑھے گا بالیقین
سب سے بڑھ کر مجھ سے ہو گا وہ قریں

ایک حدیث میں آیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کہ اگر کوئی شخص ہر روز ہزار مرتبہ مجھ پر درود پڑھے تو اپنی زندگی ہی میں اپنا مقام جنت میں دیکھ لے گا"۔ (الترغیب والترھیب ۵۰۱/۲)

طبرانی میں ہے:

"اگر کوئی شخص صبح و شام دس دس مرتبہ مجھ پر درود پڑھ لیا کرے تو میں قیامت کے دن ضرور اس کی شفاعت کروں گا۔" (الترغیب و الترھیب ۴۵۸/۱، مجمع الزوائد ۳۰/۱۰ کلھما بحوالہ طبرانی)

ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص جتنا درود پڑھے گا اتنا ہی وہ قیامت کی مشکلات و آفات سے نجات پائے گا" (مسند احمد ۱۳۶/۵)

جمعہ کے دن خصوصیت کے ساتھ آپ ﷺ نے بکثرت درود شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ (ابوداؤد۔ الجمعة باب فضل یوم الجمعة و لیلة الجمعة ح ۱۰۴۷۔ ابن ماجه' اقامة الصلوات' باب فی فضل الجمعة ح ۱۰۸۵)

تم درود اکثر پڑھو جمعہ کے دن
دین و دنیا میں رہو گے مطمئن

سنن نسائی میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

"مجھ پر درود پڑھا کرو تم جہاں کہیں بھی ہو۔ تمہارا درود مجھے پہنچا دیا جاتا ہے"۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ (نسائی' الافتتاح' باب التسلیم علی النبی صلی اللّٰه علیه و سلم ح ۱۲۸۳ مختصراً و الترغیب و الترھیب ۳۹۸/۲)

ایک روایت میں ہے کہ:

"مجھے صبح و شام تمہارے درود پہنچائے جاتے ہیں۔ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ (ابوداؤد' الجمعة باب فضل یوم الجمعة و لیلة الجمعة ح ۱۰۴۷۔ ابن ماجه' اقامة الصلوات' باب فی فضل الجمعة ح ۱۰۸۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی کچھ فرشتے مقرر ہیں جو رات بھر کے درود صبح کو اور دن بھر کے رات کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ خطیب کی ایک روایت میں ہے کہ:

"اگر کوئی شخص کتاب لکھے اور اس میں میرے نام کے ساتھ "ﷺ" بھی لکھ دے تو جب تک لوگ اس کتاب کو پڑھتے رہیں گے لکھنے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا اور فرشتے بھی اس پر رحمت بھیجتے رہیں گے"۔ (۱)

(الترغیب و الترھیب ۱۱۰/۰-۱۱۱ بحوالہ طبرانی فی الاوسط ۳۹۶/۲ ح ۱۸۵۶)

دار قطنی میں ہے:

"کہ درود شریف ایک نور ہے جو قیامت کے دن پل صراط پر کام دے گا۔" (کنز العمال ح ۲۱۴۹ بحوالہ دارقطنی فی الافراد)

اس سے ہوتا ہے نبی ﷺ سے ارتباط
ہے درود پاک نور پل صراط

"ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص میرا نام سنے اور درود شریف نہ پڑھے وہ بخیل ہے (اور بخیل کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔)"

(ترمذی' الدعوات' باب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ح ۳۵۴۶)

پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب حضور ﷺ کا نام پاک لے یا سنے تو "ﷺ" ضرور کہے۔ درود شریف ایک وظیفہ ہے جس سے ہماری تمام حاجات اور قضایا پوری ہو سکتی ہیں۔ بشرطیکہ ہم اس راز کو پالیں۔

ایک بار ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور (ﷺ) آپ نے مجھے جس قدر ادعیہ سکھلائی ہیں۔ وہ سب پڑھا کرتا ہوں۔ مگر ادعیہ میں وقت تین حصہ صرف ہو جاتا ہے اور درود شریف پر ایک حصہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) چنانچہ جملہ کتب حدیث میں حضور پاک ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ ﷺ لکھا ہوا ہے۔ غفلہ محدثین کے نامہ اعمال میں یہ بے پایاں ثواب جمع ہو رہا ہے۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر تو درود شریف زیادہ پڑھے تو بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا حضور ﷺ نصف نصف وقت دونوں میں تقسیم کر لوں گا فرمایا کہ اگر درود کو اور زیادہ کرے تو زیادہ اچھا ہو۔ عرض کیا بہت بہتر تین حصہ وقت درود پر اور ایک حصہ دیگر تمام دعاؤں پر خرچ کروں گا۔ ارشاد ہوا کہ اگر درود کو اور زیادہ کر لو تو بہتر ہو۔ وہ بولا بہت اچھا اب میں سارا وقت درود شریف ہی پر خرچ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو ایسا کرے گا تو فلاح پائے گا اور تمام مرادیں بھی بر آئیں گی۔[1]" ۔ (ترمذی' صفة القیامة' باب ۲۳' ح ۲۴۵۷)

"ایک بار ایک شخص دعا مانگ رہا تھا اور بہت عجز و انکساری اور خشوع و خضوع سے مانگ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شخص درود شریف پڑھ لے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوگی" ۔ (ترمذی' الدعوات' باب ۶۵' ح ۳۴۷۶۔ نسائی' الافتتاح' باب التمجید والصلاة علی النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم فی الصلاة ح ۱۲۸۵۔

جامع ترمذی میں ہے کہ :

"ہر شخص کی دعا بین السماء و الارض (آسمان اور زمین کے درمیان) معلق رہتی ہے۔ اگر وہ درود شریف پڑھ لے تو اوپر چڑھتی ہے۔ ورنہ واپس زمین پر ہی پھر آتی ہے" ۔ (ترمذی' الصلاة' باب ماجاء فی فضل الصلاة علی النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم ح ۴۸۶)

"مطلب یہ ہے کہ بغیر درود کے دعا قبول نہیں ہے

---

[1] کامیابی کی ضمانت حب رسول ﷺ ہے اور حب رسول کی علامت درود شریف ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کو حضور ﷺ سے محبت نہیں وہ کب درود شریف کی طرف مائل ہو گا؟ اور درود شریف کی قدر و منزلت سے وہ دل و دماغ آشنا ہیں کہ جن میں حب رسول ﷺ کی قندیلیں روشن ہیں۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

؎ جب تک نہ پڑھے درود کوئی
ہو گی نہ دعا قبول اس کی

درود درحقیقت وسیلہ ہے جو قبولیت دعا کا کام دیتا ہے پس جو لوگ حضور ﷺ کو وسیلہ بنانا چاہتے ہیں' وہ بکثرت درود شریف پڑھا کریں کہ درود شریف ہی اصل وسیلہ ہے۔ اسی میں حضور ﷺ کی خوشنودی ہے اور اسی میں ہماری بہبودی ہے اور اسی میں رضائے الٰہی کی شمولیت ہے۔

حدیث میں حضور ﷺ نے کئی ایک درود پڑھنے کیلئے بتائے ہیں۔ مگر زیادہ درجہ اسی درود شریف میں ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ باقی بھی اپنی اپنی جگہ سب افضل ہیں۔ کوشش یہی کرو کہ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے اور سکھلائے ہوئے درود پڑھو کیونکہ عوام کے بنائے ہوئے درود سے حضور ﷺ کے فرمائے ہوئے درود کا درجہ یقیناً بڑا ہے اور یہی ہم سب کا ایمان ہے۔ [1]

* *

---

[1] خود ساختہ درود سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ بھلا کہاں وہ درود جو حضور ﷺ نے بتایا۔ اور کہاں وہ درود جو کسی اور نے بنایا؟ اور پھر ستم یہ کہ جس کسی کا جی چاہتا ہے درود بنانے بیٹھ جاتا ہے۔ حضور ﷺ سب سے اعلیٰ ہیں ان کا درود بھی سب سے اعلیٰ ہے۔ جیسے اصلی سکہ اور ہے اور نقلی سکہ اور۔ اسی طرح اصلی درود اور ہے اور نقلی اور جعلی درود اور۔ لہٰذا جعلی درودوں سے بچو۔ اور وہی درود پڑھو جو حضور ﷺ نے بتلایا ہے۔ کیونکہ یہ مذکورہ سب جزاء اور ثواب ایسے درودوں کا ہے جو نبی اکرم ﷺ نے نبوت کی پاک زبان سے بیان فرمائے۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۶۹﴾

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ[1]

ترجمہ: "جو شخص کسی کو نیک باتوں کا حکم نہ دے اور برے کاموں سے منع نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے"۔

تشریح: اس حدیث شریف سے فریضہ تبلیغ کی اہمیت واضح ہو رہی ہے کہ حضور ﷺ نے ہر مسلمان کیلئے تبلیغ کو کتنا ضروری قرار دیا ہے۔ اگر کوئی مسلمان تبلیغ میں غفلت اور سستی کرتا ہے یا عوام کو نیک ہدایت دینے اور برائیوں سے منع کرنے میں بے اعتنائی سے کام لیتا ہے تو وہ مسلمان نہیں رہتا اور دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں پہلے پہل یہی نقص واقع ہوا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو برا کام کرتے ہوئے دیکھتا تو پہلے دن اسے روکتا اور اللہ سے ڈراتا۔ مگر دوسرے تیسرے دن جب پھر اس کو وہی برا کام کرتے ہوئے دیکھتا تو خاموش ہو جاتا۔ اور اگلے دن اس کے ساتھ شامل ہو کر وہی برائی کرنے لگ جاتا۔ اسی کے ساتھ کھاتا پیتا' اسی کے ساتھ رہتا سہتا' مگر نہ حق

---

[1] (ترمذی' البر والصلة' باب ماجاء فی رحمة الصبیان ح ۱۹۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتا نہ برائی سے روکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس حرکت کی وجہ سے ان پر لعنت کی اور عذاب نازل کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے میری امت! مجھے تجھ سے یہی ڈر ہے کہ کہیں تم بھی بنی اسرائیل کی طرح نہ ہو جاؤ۔[1] (ابوداؤد' الملاحم' باب الامر والنھی ح ۴۳۳۶۔ ترمذی' تفسیر القرآن' باب سورۃ المائدۃ ح ۳۰۴۷)

"صحیح مسلم میں ہے کہ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے۔ کہ اگر وہ طاقت رکھتا ہو تو ہر برا کام کرنے والے کو اس کے کام سے اور ہر گنہگار کو اس کے گناہ سے ہاتھ کے زور سے روکے۔ (یعنی اثر' اقتدار اور قوت بازو کو استعمال کرے اور برائیوں کا استیصال (خاتمہ) کرے۔) اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر کم از کم زبان سے منع کر دے (اور ایک یا دو بار نہیں روزانہ منع کرے اور تبلیغ کا حق ادا کرتا رہے۔) اگر خدانخواستہ زبان سے بھی نہیں کہہ سکتا یعنی تبلیغ کی جرأت نہیں رکھتا (جیسا کہ آج کل دینداروں کا حال ہو چکا ہے) تو پھر دل سے اس شخص کو برا سمجھے۔ (اس کے پاس نہ بیٹھے۔ اس سے میل جول نہ رکھے) اور یہ ہلکے درجہ کا ایمان ہے۔ (اگر ایسا بھی نہ کر سکا تو پھر یہ خود بھی ایمان سے ..... ہو جائے گا)"۔ (مسلم' الایمان' باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان ح ۴۹)

پس اس سے اندازہ لگائیے کہ ایک مسلمان کی ذمہ داری کتنی بڑھ جاتی ہے کہ وہ جس طرح خود برائیوں' بے حیائیوں اور فواحش سے بچتا ہے اسی طرح دوسروں کو بچائے۔ اور اگر انہیں بچانے کی کوشش نہیں کرتا تو پھر یہ خود بھی مسلمان نہیں رہتا۔

"ایک بار کچھ لوگ راستے میں بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے منع کیا کہ راستہ میں نہ بیٹھا کرو۔ انہوں نے عرض کیا حضور ﷺ ایک ضرورت کے لئے

---

(۱) ہمارا دین پسند اور خاص طور پر علماء واعظین اور خطباء کا طبقہ بار بار اس حدیث نبوی کو پڑھے اور پھر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ کہیں ہم میں تو کوئی اس روش پر گامزن نہیں؟ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر راستہ کا حق ادا کرو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ مَاحَقُّ الطَّرِيقِ "راستے کا حق کیا ہے" فرمایا (۱) آنکھیں نیچی رکھنا۔ (۲) ایذا دینے والی چیزوں کو روکنا۔ (۳) سلام کہنا اور اس کا جواب دینا (۴) اور ہر راہ گزر کو نیکی پر مائل اور برائی سے متنفر کرنا۔ یعنی تبلیغ کرتے رہنا۔

(بخاری' المظالم' باب افنية الدور والجلوس فيها ..... ح ۲۴۶۵۔ مسلم' اللباس: باب النهى عن الجلوس فى الطرقات' ح ۲۱۲۱)

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تبلیغ صرف علمائے کرام اور واعظین عظام ہی کا کام ہے۔ عوام بے علم کیا تبلیغ کر سکتے ہیں؟ مگر یہ غلط ہے۔ تبلیغ کیلئے کسی وعظ اور لیکچر کی ضرورت نہیں۔ (۱) تبلیغ تو باتوں باتوں ہی میں ہو سکتی ہے اور ہر شخص بآسانی یہ کام کر سکتا ہے اور جب تک ہر شخص یہ کام نہیں کرے گا اس وقت تک اصلاح بہت مشکل اور نا ممکن ہے۔

نیز ان احادیث سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ ہر مبلغ کو اپنی استطاعت کے مطابق تبلیغ کرنی چاہئے۔ اگر وہ طاقت رکھتا ہے' صاحب اثر ہے تو پھر قوت بازو سے کام لے۔ اور اگر یہ طاقت نہیں تو پھر زبان سے روکے کیونکہ یہ بھی ایک لسانی جہاد ہے۔

حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا ہے:

اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (الترغيب والترهيب ۲۲۵/۳ واللفظ له۔ ابو داؤد' الملاحم' باب الامر والنهى ح ۴۳۴۴۔ ترمذى' الفتن باب

---

(۱) تبلیغ ہر مسلمان پر بقدر اس کے علم کے فرض ہے' خوش بیانی' زور خطابت اور حصول سند کی شرط حضور ﷺ نے نہیں لگائی۔ کہ ان اوصاف سے آراستہ دوست ہی تبلیغ کریں۔ ایسا نہیں ہے۔ وہ دوست اپنی ادا پر نظر ثانی فرمائیں جو تبلیغ کو محض علماء کی ڈیوٹی سمجھتے ہیں۔ اور بیکار بیٹھ بیٹھ کر لمحات زندگی گزار دیتے ہیں۔ بساط بھر تبلیغ انہیں بھی کر لینی چاہیے۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماجاء افضل الجهاد كلمة عدل الخ ح ۲۱۷۴۔ ابن ماجه' الفتن' باب الامر بالمعروف و النهي عن المنكر ح ۴۰۱۱۔) "کسی ظالم بادشاہ' افسر حاکم یا چودھری کے سامنے کلمہ حق کہنا بہترین جہاد ہے"۔

اگر ہر مسلمان یہ جہاد شروع کر دے تو یقیناً وہ ظالم چند ہی یوم میں راہ راست پر آ جائے گا۔ مگر چونکہ آج مسلمان اس فریضہ سے غافل ہو گیا ہے۔ اس لئے باغیوں اور طاغیوں کی اکثریت ہو گئی ہے۔ اگر حق کہنے والے زیادہ ہو جائیں تو یقیناً یہ برائیاں کم ہو جائیں۔

مسلمان کے لئے آخری حربہ ترک موالات (تعلق ختم کر دینے) کا ہے۔ یعنی جب پانی حد سے گذر جائے اور تبلیغ سے مطلق کام نہ بنے تو پھر اس شخص سے الگ ہو جائیں۔ جب ہر مسلمان ایسا ہی کرنے لگے تو یقیناً پھر اس بائیکاٹ کا اس پر اثر ہو گا اور وہ تائب ہو کر نیکیوں کی جانب مائل ہو جائے گا۔

* *

۶۰

ہر شخص جوابدہ ہے

اَلاَ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ[1]

---

(۱) (بخاری' الاحکام' باب قول اللّٰه تعالٰی (اطیعوا اللّٰه و اطیعوا الرسول) ح ۷۱۳۸۔ مسلم الامارة' باب فضیلة الامام العادل...... ح ۱۸۲۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ "آگاہ رہو کہ ہم میں سے ہر ایک راعی (حاکم) ہے۔ اور ہر ایک کو اس کی رعیت کے متعلق سوال ہو گا"۔

تشریح یہ حدیث بھی ایک حد تک تبلیغ ہی سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ تم میں سے ہر شخص مکلف (پابند) ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں پر کنٹرول کرے اور عیب ثواب' برائی بھلائی میں ان کی نگہداشت کرے۔ اگر اس فریضہ میں کوتاہی کی اور اپنے زیر اثر حلقہ میں تبلیغ کا حق ادا نہ کیا تو قیامت کے دن اس سے باز پرس ہو گی جس کا وہ جوابدہ ہو گا۔

اس حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح بادشاہ سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہو گا۔ اسی طرح تم میں سے ہر شخص جتنے جتنے حلقہ میں اثر رکھتا ہے اور حکومت کرتا ہے اس سے بھی ان کے متعلق سوال ہو گا۔ مثلاً ہر شخص اپنے گھر میں بادشاہ اور حاکم ہے۔ اس کی بیوی اور بچے اور ملازم اس کی رعایا ہیں۔ قیامت کے دن اس سے ان کے متعلق سوال ہو گا۔ کہ تو بحیثیت مسلمان ہونے کے انہیں نیک کاموں کی ترغیب دیتا رہا یا نہیں؟ اور اس کے برعکس برائیوں سے روکتا رہا یا نہیں؟

محلے کا چودھری سارے محلے کا ذمہ دار ہوتا ہے اس سے سوال ہو گا کہ جس طرح وہ دنیوی امور میں اپنا سکہ جماتا تھا اور سب پر اپنا رعب بٹھاتا تھا۔ کیا دینی حیثیت میں بھی برائیوں کا استیصال کرتا رہا یا نہیں؟ عوام کو نکوئی کی دعوت دیتا رہا یا نہیں؟ ان کی عادات سنوارنے' ان کی خوبو ٹھیک کرنے' انہیں برائیوں سے روکنے' نماز پڑھنے' روزہ رکھنے' قرآن سیکھنے' حق کہنے' جھوٹ چوری' غیبت سے بچنے کی تلقین کی تھی یا نہیں؟

ایک امام مسجد کو اپنے مقتدیوں کے متعلق سوال ہو گا۔ کہ آپ نے بھی صرف نماز ہی کا ٹھیکہ لے رکھا تھا؟ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی کچھ کام کیا تھا یا نہیں؟ آپ کو معلوم تھا کہ فلاں شخص سود کھاتا ہے۔ فلاں رشوت لیتا ہے فلاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹی گواہی دینے کا عادی بن گیا ہے۔ فلاں شرک میں مبتلا ہے۔ فلاں بدعت کا شکار ہے۔ فلاں اور فلاں میں جھگڑا ہے آپس میں بول چال بند ہے۔ سب آپ کے مقتدی اور نمازی تھے اور کم از کم آپ کو اپنا پیش امام تو مانتے تھے۔ پھر آپ نے ان کی اصلاح کی تھی یا نہیں؟ تبلیغ جاری رکھی تھی یا چھوڑ دی تھی؟

ایک پیر صاحب سے بھی پوچھا جائے گا کہ آپ نے اپنے مریدین میں جو جو عیب دیکھے تھے' شرع کو تاہیاں پائی تھیں ان کی اصلاح کی تھی یا نہیں؟ یا آپ کو صرف نذر نیاز ہی سے کام تھا؟ ایک نمبردار' ذیلدار' تھانیدار بشرطیکہ وہ مسلمان ہو بحیثیت مسلمان ہونے کے اللہ تعالیٰ کے سامنے اسی طرح جواب دہ ہو گا جس طرح دوسرے ہوں گے۔ کسی کو چھوڑا نہیں جائے گا۔

الغرض اس سلسلہ کو جتنا چاہو وسیع کر لو' ہر شخص جس جس پر بھی اثر اقتدار' رعب رکھتا ہو گا انہیں کے متعلق اسے سوال ہو گا۔ کہ تیرا فرض تھا کہ تو انہیں دیندار بناتا۔ اسلام کی تعلیم دیتا۔ حق و باطل میں امتیاز واضح کرتا۔ برائیوں سے منع کرتا۔ فواحش سے روکتا۔ ان کے حقوق کی حفاظت اور نگہداشت کرتا۔ اگر تو نے سب کچھ کیا تھا تو آج اس کا اجر حاصل کر اور جنت میں داخل ہو جا۔ اگر اللہ نہ کرے تو غافل رہا یا دیدہ دانستہ پہلو تہی کرتا رہا اور محض تیری غفلت اور بے اعتنائی کی وجہ سے ان کا کام خراب ہوا۔ تو اس کا وبال تم پر ہو گا اور ان کی سزا میں تجھے شریک ہونا پڑے گا۔

پس اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس حدیث کے تحت اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو محسوس کر کے دین و دنیا کی فلاح حاصل کرے اور اخروی عذاب سے اپنے دامن کو بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پوری طرح غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۱

سچے اور امانت دار تاجر کی فضیلت

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ (1)

ترجمہ "سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں' صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا"۔

تشریح کتب احادیث و سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو تجارت کی طرف بہت توجہ دلائی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے خود بھی تجارت کی اور دوسروں کو بھی تجارت کی ترغیب دیتے تھے۔ حدیث و تاریخ بتاتی ہے کہ اکثر و بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تجارت کرتے تھے۔ تجارت سے انہوں نے بے پناہ دولت کمائی۔ ایک حدیث میں آتا ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ:

دنیا میں جس قدر کاروبار ہو رہا ہے خواہ وہ سوداگری' دکانداری ہو یا کھیتی باڑی' دستکاری ہو یا صنعت کاری' ملازمت ہو یا کوئی بھی نوکری۔ اگر ان سب میں اللہ تعالٰی کی نازل شدہ برکت کو تسلیم کیا جائے تو ۹ حصے برکت تجارت میں ہو گی اور ایک حصہ باقی جملہ کاروبار میں"۔ (دیلمی' ۱۰۵/۳ ح ۴۰۵۴)۔

پس اس سے اندازہ لگایئے کہ دنیا میں تجارت کتنی مفید اور کتنی اہمیت رکھتی

---

(1) (ترمذی' البیوع' باب ماجاء فی التجار ح ۱۲۰۹۔ دارقطنی' البیوع ۷/۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ یہی وجہ ہے کہ سرور عالم ﷺ نے مسلمانوں کو تجارت کی طرف بہت توجہ دلائی اور صرف توجہ ہی نہیں دلائی بلکہ تجارت کے اصول' تجارت کے گر' اور تجارت کے راز بھی بتا دیئے۔ تجارت کی قسمیں بیان کر دیں۔ پھر ہر قسم کی تجارت کے الگ الگ مسائل و احکام بیان کئے۔ اس کی حلت و حرمت کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ نفع و نقصان کو صورتیں بتا دیں اور اس موضوع کو اتنا واضح جامع اور روشن طور پر بیان فرما دیا کہ اور کوئی بیان نہیں کر سکا۔ مگر آہ! حضور ﷺ نے اس مسئلہ پر جتنا زیادہ زور دیا۔ اتنا ہی آج مسلمان اس سے غفلت برت رہا ہے۔ وہ ملازمت اور نوکری پر زور دیتا ہے۔ مزدوری کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ کھیتی باڑی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مگر دکانداری یا سوداگری کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔

آج یورپ' جاپان اور دیگر ممالک نے تجارت سے جو فروغ حاصل کیا ہے کسی سے مخفی نہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے تجارت سے جو ہندو فائدہ اٹھا رہے ہیں وہ بھی اوجھل نہیں۔ پھر معلوم نہیں مسلمان کیوں ان حقائق سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے اور وہ تجارت کو ذلت اور ملازمت کو باعث عزت سمجھ رہے ہیں۔

اس حدیث میں حضور ﷺ فرماتے ہیں دنیوی نفع اور فائدہ کے علاوہ تجارت میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان میرے متعینہ اصول کے ماتحت تجارت کرے گا تو قیامت کے دن وہ انبیاء علیہم السلام' صلحاء اور شہداء کے ساتھ بہشت میں ہو گا۔

اللہ اللہ! یہ کتنا بڑا اعزاز ہے۔ کاروبار اپنا ہو۔ پیٹ اپنا پلے۔ عزت اپنی بڑھے اور ساتھ ہی ساتھ عاقبت بھی سنورتی چلی جائے اور قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے محلوں میں سے ایک محل بھی مل جائے۔ شہدا کی کوٹھیوں میں ایک کوٹھی مل جائے۔ اور صدیقین کے بنگلوں میں سے ایک بنگلہ حاصل ہو جائے۔

مگر شرط یہ ہے (جو قدرے کڑی اور سخت ہے) کہ تجارت کرنے والا پکا مسلمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ فرائض پنجگانہ کا تارک نہ ہو [1] اور تجارت میں جھوٹ نہ بولتا ہو۔ دغا اور فریب سے کام نہ لیتا ہو۔ یعنی جنت کی بشارت کے ساتھ تجارت میں فروغ اور ترقی کا گر اور طریقہ بھی بیان کر دیا ہے اور اسی گر کو جنت کی کلید قرار دیا ہے۔ یعنی صدق اور امانت' جسے آج دنیا "ایک بول اور ایک تول" کے نام سے تعبیر کر رہی ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی دکاندار' سوداگر سچ بولے یعنی نرخ ایک ہی رکھے۔ اپنے بیگانے' ادنیٰ اعلیٰ' چھوٹے بڑے کسی سے بھاؤ میں کمی بیشی نہ کرے اور تولنے میں کمی بیشی نہ کرے' دیانتداری سے کام لے۔ مال میں کھوٹ نہ ملائے۔ کسی سے فریب اور دغا نہ کرے۔ خواہ نفع ہو یا نقصان' کام چلے یا نہ چلے' مگر ان اصولوں کا پابند رہے۔ تو یقیناً وہ اپنی عاقبت سنوار لے گا اور اس عمل سے جنت میں جانے کا حق دار ہو گا۔

تجارت اور سوداگری کے لئے یہ کوئی شرط نہیں کہ اس کا کاروبار وسیع پیمانے پر ہو اور وہ ہزاروں اور لاکھوں کے پھیر میں ہو' بلکہ معمولی دکاندار اور معمولی سرمائے سے کام کرنے والے مسلمان بھی اس حدیث کے تحت جنت حاصل کر سکتے ہیں۔

آج مسلمان یہ کہتے ہیں کہ جب تک بہت سرمایہ نہ ہو تجارت نہیں ہو سکتی۔ مگر پہلے مسلمانوں کا نظریہ یہ تھا کہ بہت سرمایہ تجارت سے پیدا ہوتا ہے یعنی جب

---

(1) بعض لوگ تجارت میں اس قدر مصروف ہو جاتے ہیں کہ نماز ہضم کر جاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کما لیا ہے۔ انہیں افسوس کرنا چاہیے کہ ہم نے بہت کچھ گنوا لیا ہے۔ یاد رہے' ان حضرات کی تجارت چاہے کیسی صاف کیوں نہ ہو' انہوں نے اسے گدلا کر لیا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کا حق غصب کیا ہے۔ اور یہ ان کا ایک دن کا کام نہیں روز کا دھندا ہے اس لیے یہ تجارت بھی مشکوک ہو گئی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رزق حلال کمانا فرض ہے اللہ کے فرض ادا کرنے کے بعد۔ (بیہقی فی شعب الایمان ۴۲۰/۶' ح ۸۷۴۱) لہٰذا ہمارے تاجروں کو نمازوں سے غفلت نہیں کرنی چاہیے۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک تجارت نہ کی جائے سرمایہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ (۱)

ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا؟

ہمارا نظریہ ہمیں لے کر ڈوب رہا ہے اور ان کے نظریہ نے انہیں بام عروج پر پہنچا دیا تھا۔ سیر صحابہ رضی اللہ عنہم کی ورق گردانی کرو تو تمہیں معلوم ہو کہ وہ چند پیسوں کے سرمایہ سے تجارت شروع کر کے کیونکر لاکھوں اور کروڑوں تک پہنچ گئے تھے؟ اور آج دنیا بھی ان کی دیکھا دیکھی کیونکر فروغ پا رہی ہے۔ (۲)

**

۷۲

حلال کمائی کی اہمیت

طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ (۳)

ترجمہ: "کسب حلال کی کوشش کرنا فرائض پنجگانہ وغیرہ

---

(۱) بہت سے حضرات ہم نے ایسے دیکھے ہیں جو فارغ بیٹھے رہتے ہیں مگر تھوڑے سرمائے سے کاروبار شروع کرنے کو عار سمجھتے ہیں۔ یاد رکھو یہ غلط نظریہ ہے۔ جتنا سرمایہ ہے اسے لے کر بنام خدا کاروبار شروع کر دو اس میں برکت دینے والا اللہ ہے۔ (فاروقی)

(۲) کتاب "دولت مند صحابہ رضی اللہ عنہم" مسلمان کمپنی سوہدرہ (گوجرانوالہ) سے طلب فرما کر پڑھیے عجیب حالات، واقعات اور اصول تجارت جمع کر دیئے گئے ہیں۔ (فاروقی)

(۳) (بیہقی فی شعب الایمان ۴۲۰/۶، ح ۸۷۴۱ و طبرانی فی الکبیر ۹۰/۱۰ ح ۹۹۹۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرائض ادا کرنے کے بعد ہر مسلمان پر فرض ہے"۔

تشریح جس طرح مسلمان پر نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کسب حلال بھی ہر مسلمان پر فرض ہے اور کوئی مسلمان جب اسلام قبول کرتا ہے اور حضور ﷺ کی امت میں شامل ہوتا ہے' تو وہ اس امر کا مکلف ہو جاتا ہے کہ حرام اور ناجائز کمائی چھوڑ دے۔ اور حلال طریق پر کمائے اور اس سے اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پالے۔

؎ بعد نماز و روزہ' حج و زکوٰۃ فرض
کسب حلال بھی ہے برائے نجات فرض

اس حدیث میں جہاں کسب حلال کی ترغیب و تحریص دلائی گئی ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ بیکاری کی مذمت بھی کر دی گئی ہے کہ کوئی مسلمان بیکار رہ کر دوسروں کے ٹکڑے نہیں توڑ سکتا۔ اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے کچھ کام کرے اور کمائی کر کے کھائے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ مسجد میں بیٹھے ایک شخص کی تعریف کر رہے تھے کہ وہ بہت ہی عابد اور زاہد ہے۔ دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات عبادت میں گذار دیتا ہے۔ حضور ﷺ سن رہے تھے۔ پوچھا پھر وہ کھاتا کہاں سے ہے؟ عرض کیا گیا اس کا ایک بھائی ہے جو کما کر لاتا ہے خود بھی کھاتا ہے اور اس کو بھی کھلاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟ عرض کیا حضور ﷺ ہی فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اَخُوْهُ اَفْضَلُ مِنْهُ "اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بھائی درجہ میں بڑھ گیا"۔

اب غور کرو کہ حضور ﷺ کے نزدیک عابد' زاہد' صائم الدھر اور شب زندہ دار کی وہ قدر و منزلت نہیں ہے جو ایک کمانے والے مسلمان کی ہے۔[1] مگر آج ہماری

---

[1] خیال رہے فرائض کی ادائیگی میں دونوں بھائی برابر تھے۔ مگر عابد بھائی عبادت نافلہ میں اس=

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہنیت بدل گئی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جو دوسروں سے لے کر کھائے اور عابد و زاہد بن جائے وہ بہتر اور افضل ہوتا ہے۔ اور جو صرف فرائض بجالائے اور دنیوی کاروبار میں مصروف رہے وہ دنیا دار ہوتا ہے۔ وہ اللہ کا مقبول نہیں ہو سکتا۔ (۱)

صحیح بخاری میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا: "اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے"۔ (بخاری' البیوع' باب کسب الرجل و عمله بیده ح ۲۰۷۲۔)

ایک حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

طَلَبَ الْحَلَالِ جِهَادٌ "حلال کمائی کر کے کھانا (ثواب میں) بمنزلہ جہاد کے ہے"۔

(کنزالعمال ح ۹۲۰۵' بحواله مسند الشهاب ۸۳/۱ ح ۸۲۔ الکامل لابن عدی ۲۲۶۷/۶)

؎ طلب کوئی کرتا ہے رزق حلال
تو بیشک مجاہد ہے وہ باکمال

"ایک روایت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ عبادت کے ستر درجے ہیں

= قدر بڑھ گیا تھا کہ معاش کے لیے بھی وقت نہیں نکالتا تھا۔ اور دوسرا بھائی اس کو ضروریات زندگی کھانا پینا وغیرہ فراہم کرتا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ طریق اچھا نہیں۔ اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ اسلام اکتساب رزق حلال پر بہت زور دیتا ہے جبکہ عابد بھائی اس حکم پر پورا نہیں اتر رہا تھا۔ یہی وجہ ہے جو حضور ﷺ نے اس کے بھائی کو افضل قرار دیا کہ وہ دونوں کام کرتا ہے فرائض بھی ادا کرتا ہے اور رزق حلال بھی کماتا ہے۔ (فاروقی)

(۱) یہ ان حضرات کے لیے بڑا لمحۂ فکریہ ہے جو خود کمانا کسر شان سمجھتے ہیں اور مسندوں اور تکیوں پر بیٹھ کر دوسروں کی کمائی کھانا اپنے شایان شان سمجھتے ہیں۔ یہ انہیں کسی طرح بھی زیبا نہیں۔ وہ حضرات اس مذکورہ گروہ سے مستثنیٰ ہیں جو کوئی دینی و مذہبی۔ ملی و ملکی کام سرانجام دیتے اور جائز طور پر محنت کرتے ہیں۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان میں سے افضل ترین درجہ کسب حلال ہے"۔ (دیلمی ۳/۱۰۷ ح ۴۰۶۱)

"ایک بار آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک مومن بیکار بیٹھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا بیکار کیوں بیٹھے ہو؟ کچھ کام کرو۔ اس نے عرض کیا حضور ﷺ مجھے دولت کی ضرورت نہیں صرف روٹی مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کہیں نہ کہیں سے بھیج دیتا ہے اب کمانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نظریہ صحیح نہیں۔ ہر مسلمان کے لئے حلال طیب کمائی کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندہ کو کسب معاش (کاروبار کرتے ہوئے) دیکھتا ہے تو بہت خوش ہوتا ہے۔"

پسندیدہ اللہ کو ہے وہ بندہ
جو مومن ہو' کرتا ہے وہ کوئی دھندہ

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی خوشنودی' بیکاری اور تعطل میں نہیں بلکہ برسر کار رہنے اور روزگار کرنے میں ہے۔ پس جو لوگ بیکار ہیں اور دوسروں پر اپنا بوجھ ڈالے بیٹھے ہیں کچھ عبرت حاصل کریں۔ [1] بالخصوص مولوی صاحبان ائمہ مساجد' پیر

---

(۱) بعض نوجوان بھی اس کاہلی کا شکار ہوتے ہیں۔ خود کچھ نہیں کرتے اور باپ کی کمائی پر مزے کرتے ہیں۔ ایسے نوجوان اگر اپنا مستقبل تابناک کرنا چاہتے ہیں تو ایک دن بھی ضائع کئے بغیر کام پر لگ جائیں اور کسی بھی (حلال) کاروبار کو عار نہ جانیں۔

کسب حلال میں ہر قسم کی کمائی' محنت' مزدوری' نوکری' زراعت' کھیتی باڑی اور دستکاری وغیرہ شامل ہے۔ آپ جو جائز کام چاہیں کر سکتے ہیں مگر حضور ﷺ نے ان سب میں سے تجارت' سوداگری اور دکانداری کو ترجیح دی ہے۔ خواہ ہلکے سے ہلکے پیمانہ پر کیوں نہ ہو؟ بخلاف اس کے جو روٹی' چوری' ڈکیتی' رشوت سود وغیرہ سے حاصل کی جائے وہ حرام ہو گی۔ جو خواہ مخواہ مانگ کر اور دوسروں کا دست نگر (محتاج) ہو کر لی جائے۔ وہ بھی نا جائز ہو گی۔ جو دوسروں کا حق سلب کر کے پیدا کی جائے وہ بھی حرام ہو گی۔ اور جو دولت افعال قبیحہ اور مال ممنوعہ سے حاصل کی جائے گی وہ بھی حرام ہو گی۔ جیسے شراب اور سور اور بلی کتے وغیرہ کی قیمت وغیرہ وغیرہ۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقیر' صوفی جو خود کاروبار کرنا' ہاتھ پاؤں ہلانا اور جدوجہد کرنا ممنوع اور کسر شان سمجھتے ہیں اور مریدوں کی کمائی پر آسرا لگائے بیٹھے ہیں حدیث مذکور پر غور کریں۔

پس ہر مسلمان کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ حلال و حرام کو پہچانے۔ حرام سے بچے اور حلال کمائی کے لئے خون پسینہ ایک کرے۔ ملے گا وہی جو مقدر ہو گا۔ مگر اس سعی کوشش اور جدوجہد کا بہت بڑا اجر ہو گا اور کچھ عجب نہیں کہ اسی کے صلہ میں جنت نصیب ہو جائے۔

چنانچہ اس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ کسی شاعر نے یوں کیا ہے

؎ حشر کے دن تاجر ایمان دار
عرش کے سایہ میں پائے گا قرار
سب سے پہلے تاجر ایمان دار
جائے گا جنت میں باعز و وقار

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مسلم پبلیکیشنز

کی مختلف موضوعات پر چند
شہرہ آفاق کتب